بسم اللہ الرحمن الرحیم

ڈیجیٹل تصویر

کی حقیقت اور احکام

دینی، تعلیمی ودعوتی کاموں میں انٹرنیٹ سے استفادہ کا شرعی حکم

اختر امام عادل قاسمی

دائرۃ المعارف الربانیۃ

جامعہ ربانی منوروا شریف، سمستی پور بہار

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

نام کتاب:- ڈیجیٹل تصویر کی حقیقت اور احکام

(دینی، تعلیمی و دعوتی کاموں میں انٹرنیٹ سے استفادہ کا شرعی حکم)

مصنف:- مولانا مفتی اختر امام عادل قاسمی

صفحات:- ۸۰

سن اشاعت:- ۱۴۴۶ھ مطابق ۲۰۲۴ء

ناشر:- دائرۃ المعارف الربانیۃ جامعہ ربانی منورواشریف سمستی پور بہار

قیمت: ۱۰۰روپے

ملنے کے پتے

☆ مرکزی مکتبہ جامعہ ربانی منورواشریف، پوسٹ سوہما، ضلع سمستی پور بہار

848207 موبائل نمبر:9473136822

☆ مکتبہ الامام، سی 212، امام عادل منزل، گراؤنڈ فلور، شاہین باغ، ابوالفضل

پارٹ ۲، اوکھلا، جامعہ نگر، نئی دہلی 25 موبائل نمبر: 9934082422

فہرست مندرجات

سلسلہ نمبر	عناوین	صفحات
۱	شریعت اسلامیہ میں تصویر حرام ہے	۷
۲	تصویر کی حرمت پر اتفاق لیکن اس کی تطبیق میں اختلاف	۹
۳	احادیث میں تصویر کی بعض مستثنیٰ صورتوں کا ذکر	۱۰
۴	کپڑے پر بنی ہوئی تصاویر	۱۰
۵	باتصویر پردہ اور تکیہ	۱۱
۶	تصویر والی انگوٹھیاں اور بٹن (یعنی بہت چھوٹی تصاویر)	۱۵
۷	تصویر والے سکے	۱۶
۸	بغیر سر والی تصویریں	۱۷
۹	بچوں کے گڑیے اور تصویر والے کھلونے	۱۹
۱۰	حرمت تصویر کا حکم علت کے ساتھ مربوط	۲۱
۱۱	صفت تخلیق کی مشابہت	۲۱
۱۲	شرک اور اسباب شرک کا سدباب	۲۳
۱۳	تصویر کے بارے میں فقہاء مجتہدین کا اختلاف	۲۶
۱۴	پرستش کے لئے بنائے گئے مجسمے اور مورتیاں	۲۶

سلسلہ نمبر	عناوین	صفحات
۱۵	مالکیہ اور بعض حنابلہ کا مذہب	۲۸
۱۶	کاغذ یا کپڑے پر بنی ہوئی تصویریں	۲۹
۱۷	نامکمل تصویریں	۳۴
۱۸	ناپائیدار چیز سے بنی ہوئی تصویریں	۳۷
۱۹	جمہور فقہاء (حنفیہ، شافعیہ اور حنابلہ) کا موقف	۳۸
۲۰	کچھ مستثنیات	۳۹
۲۱	تصویر کے استعمال اور تصویر کے بنانے میں فرق	۴۵
۲۲	مجتہد فیہ مسئلہ میں اختلاف رائے کی گنجائش	۴۷
۲۳	موجودہ دور میں ڈیجیٹل تصویر	۴۷
۲۴	قدیم سادہ کیمرہ کی طرح یہ بھی ایک تصویر ہے-ایک رائے	۴۷
۲۵	ڈیجیٹل تصویر حقیقتاً تصویر نہیں ہے-دوسری رائے	۴۸
۲۶	ڈیجیٹل کیمرہ کو قدیم سادہ کیمرہ پر قیاس کرنا صحیح نہیں	۴۸
۲۷	ڈیجیٹل کیمرے کس طرح کام کرتے ہیں	۵۱
۲۸	روشنی کا احاطہ	۵۳
۲۹	ڈیجیٹل سسٹم سے ڈسک یا سی ڈی میں حاصل شدہ مناظر کی حقیقت	۵۶

سلسلہ نمبر	عناوین	صفحات
۳۰	آڈیو کیسٹ میں محفوظ صوتی لہروں کی تمثیل	۵۸
۳۱	دیوار پر پڑنے والی شمسی شعاؤں کی تمثیل	۶۰
۳۲	قدیم تصور پر نظر ثانی کی ضرورت	۶۱
۳۳	اسکولوں اور تعلیمی اداروں میں ویڈیو کے ذریعہ تعلیم	۶۲
۳۴	دینی، دعوتی اور تعلیمی پروگراموں کو انٹرنیٹ کے ذریعہ نشر کرنا	۶۶
۳۵	دعوتی مقاصد کے لئے انٹرنیٹ کا استعمال	۶۷
۳۶	انٹرنیٹ کے ذریعہ کسی پروگرام کا ویڈیو بنانا	۷۰
۳۷	انٹرنیٹ کی مدد سے آن لائن میٹنگیں اور پروگرام	۷۱
۳۸	پروگرام کے دوران چینل پر گندے اور ناپسندیدہ اشتہارات	۷۲
۳۹	بڑے پروگراموں اور خواتین کے لئے ٹی وی اسکرین لگانا	۷۴
۴۰	ضرورت کی اشیاء میں تصاویر	۷۶
۴۱	تجاویز اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا	۷۸

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد اللہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سیدنا و نبینا
محمدخاتم النبیین امابعد

اسلام میں کسی جاندار کی تصویر بنانا حرام ہے ،اسلام سے قبل متعدد اقوام و مذاہب میں مختلف چیزوں کی تصاویر اور مجسمے بنانے کی اجازت تھی ،جیساکہ خود قرآن کریم میں حضرت سلیمانؑ کے عہد کے بارے میں خبر دی گئی ہے کہ ان کے دور میں مجسمہ سازی اور تصویر سازی کاعام رواج تھا:

يعملون له مايشاءمن محاريب وتماثيل وجفان كالجواب وقدوررٰسيٰت[1]

ترجمہ :جنات حضرت سلیمانؑ کے لئے قلعے ،تصاویر اور لگن بناتے تھے جیسے تالاب اورچولھوں پر جمی ہوئی دیگیں۔

آیت کریمہ میں تصاویر سے مراد مجسمے ہیں،علامہ طبریؒ نے لکھاہے کہ یہ مجسمے تانباکے تھے ،حضرت قتادۃؒ فرماتے ہیں کہ یہ شیشے اور لکڑیوں کے ہوتے تھے،حافظ ابن حجرؒ کہتے ہیں کہ یہ ان کی شریعت میں جائز تھا،امام جصاص نے ابوالعالیہ سے بھی اسی طرح نقل کیاہے[2]

---

1 -سورۃ سبا: ۱۳

2 - فتح الباري 10 / 382 (كتاب اللباس ب 88) ، وأحكام القرآن للجصاص 3 / 372 نشر نظارة الأوقاف بالقسطنطينية سنة 1338 هـ ، في تفسير سورة سبأ

شریعت اسلامیہ میں تصویر حرام ہے

لیکن شریعت اسلامیہ میں اس پر پابندی عائد کردی گئی، اس لئے کہ یہ بہت سے مفاسد کا سرچشمہ تھا، متعدد نصوص میں اس کی ممانعت بلکہ شدید ممانعت آئی ہے، مثلاً:

(۱)حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"ان اشد الناس عذاباً یوم القیامۃ المصورون "[3]

ترجمہ: قیامت کے دن سب سے بدترین عذاب تصویر بنانے والوں کو ہوگا۔

(۲)حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا

"ان الذین یصنعون ھذہ الصور یعذبون یوم القیامۃ یقال لھم احیوا ما خلقتم"[4]

ترجمہ: جو لوگ یہ تصاویر بناتے ہیں قیامت کے روز ان کو عذاب دیا جائے گا، اور کہا جائے گا کہ جو صورت تم نے بنائی ہے اس میں جان بھی ڈالو۔

(۳)حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے تصویر کے بارے میں فرمایا:

"ومن اظلم ممن ذھب یخلق کخلقی فیخلقوا حبۃ

---

[3] - بخاری مع فتح الباری کتاب اللباس ج/۱۰ص/۳۱۴

[4] - بخاری مع الفتح ج/۱۰ص/۳۱۶

وليخلقوا ذرة "[5]

ترجمہ:اس سے زیادہ ظالم کون ہو گا جو اللہ کی طرح تخلیق کرنے لگے (وہ کسی جاندار کی تخلیق تو کیا کر سکتا) ایک دانہ ایک ذرہ تو بنا کر دکھائے۔

(۴)حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے:

سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول : كل مصور في النار ، يجعل له بكل صورة صورها نفسا ، فيعذبه في جهنم ثم قال : إن كنت لا بد فاعلا فاصنع الشجر وما لا نفس له[6]

ترجمہ :میں نے رسول اللہ ﷺ سے فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ہر تصویر بنانے والا جہنم میں جائے گا،ہر تصویر کے بدلے جان ڈالی جائے گی اوراس کو جہنم کا عذاب دیا جائے گا،اگر تمہیں کرنا ہی ہے تو درخت اور غیر ذی روح کی تصویر بناؤ۔

(۵)مسند احمد میں حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

---

[5] -بخاری مع الفتح ج/۱۰ص/۳۱۶

[6] - أخرجه مسلم (3 / 1670 ط الحلبي

"من عاد الیٰ صنعۃ شیئ من ھذا فقد کفر بمانزل علیٰ محمد ﷺ قال الحافظ المنذری اسنادہ جید"[7]

ترجمہ: اگر کسی شخص نے دوبارہ اس طرح کی کوئی تصویر بنائی تو (گویا) اس نے حضرت محمد ﷺ پر نازل شدہ دین کا انکار کیا۔

تصویر کی حرمت پر اتفاق لیکن اس کی تطبیق میں اختلاف

چنانچہ تصویر بنانے کی حرمت پر پوری امت کا اتفاق ہے، اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے، صاحب عمدۃ القاری لکھتے ہیں کہ:

وفی التوضیح قال اصحابنا وغیرھم تصویر صورۃ الحیوان حرام اشدالتحریم وھومن الکبائر[8]

ترجمہ: توضیح میں ہے کہ ہمارے فقہاء وغیرہ نے فرمایا کہ کسی ذی روح کی تصویر سازی سخت حرام اور گناہ کبیرہ ہے۔

البتہ اس حکم کی تطبیق میں اختلاف ہوا ہے، کہ ممنوعہ تصویر کا اطلاق کن صورتوں پر ہوگا؟ یہ علماء کے درمیان شروع سے مختلف فیہ رہا ہے، اس طرح حرمت کی

---

[7] - مسند أبي يعلى ج 1 ص 390 حديث نمبر :506 المؤلف : أحمد بن علي بن المثنى أبو يعلى الموصلي التميمي الناشر : دار المأمون للتراث – دمشق الطبعة الأولى ، 1404 – 1984 تحقيق : حسين سليم أسد عدد الأجزاء : 13

[8] - عمدۃ القاری ج/۲۲ ص/۷۰، ادارہ الطباعۃ المنیریہ مصر

قطعیت کے باوجود متعدد صورتوں میں اس کی تطبیق کا معاملہ ظنی ہو گیا ہے۔

احادیث میں تصویر کی بعض مستثنیٰ صورتوں کا ذکر

اوراس کی وجہ یہ ہے کہ حکم ممانعت کے ساتھ ساتھ بعض استثناءات اور تخصیصات کا ذکر خود احادیث میں موجود ہے، مثلاً:

کپڑے پر بنی ہوئی تصاویر

☆کتب حدیث میں حضرت ابو طلحہؓ صحابی رسول کی روایت زید بن خالدؓ کے حوالے سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس گھر میں کوئی تصویر ہو اس میں ملائکہ داخل نہیں ہوتے ،اس روایت کے راوی اور حضرت زید بن خالدؓ کے شاگرد حضرت بسرؒ کا بیان ہے کہ حضرت زیدؓ کی بیماری کی اطلاع ملی تو ہم لوگ ان کی عیادت کے لئے ان کے گھر حاضر ہوئے تو دیکھا دروازہ پر لگے ہوئے پردہ پر تصویریں تھیں،جب کہ وہی ممانعت تصویر والی روایت کے راوی ہیں، میں نے اپنی یہ الجھن ام المؤمنین حضرت میمونہؓ کے ربیب (پروردہ) حضرت عبید اللہ خولانیؒ سے بیان کی تو انہوں نے فرمایا کہ کیا تم نے اس کے ساتھ یہ استثناء نہیں سنی "الا رقماً فی ثوب "یعنی یہ حکم علی الاطلاق نہیں ہے بلکہ کپڑے کی تصاویر اس سے مستثنیٰ ہیں:

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ بُكَيْرٍ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ عَنْ أَبِي طَلْحَةَ صَاحِبِ رَسُولِ اللَّهِ

–صلى الله عليه وسلم– أَنَّهُ قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ –صلى الله عليه وسلم– قَالَ « إِنَّ الْمَلاَئِكَةَ لاَ تَدْخُلُ بَيْتًا فِيهِ صُورَةٌ ». قَالَ بُسْرٌ ثُمَّ اشْتَكَى زَيْدٌ بَعْدُ فَعُدْنَاهُ فَإِذَا عَلَى بَابِهِ سِتْرٌ فِيهِ صُورَةٌ – قَالَ – فَقُلْتُ لِعُبَيْدِ اللَّهِ الْخَوْلاَنِىِّ رَبِيبِ مَيْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِىِّ –صلى الله عليه وسلم– أَلَمْ يُخْبِرْنَا زَيْدٌ عَنِ الصُّوَرِ يَوْمَ الأَوَّلِ فَقَالَ عُبَيْدُ اللَّهِ أَلَمْ تَسْمَعْهُ حِينَ قَالَ إِلاَّ رَقْمًا فِى ثَوْبٍ[9]

باتصویر پردہ اور تکیہ

☆ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ خودام المؤمنین حضرت عائشہؓ کے گھر میں ایسے پردوں کا استعمال ہوتا تھا جن پر تصویریں بنی ہوئی تھیں، اور گھر میں داخل ہوتے ہی سامنے نظر آتی تھیں، حضوراکرم ﷺ کو یہ چیز ناگوار لگی اور آپ نے فرمایا کہ ان کو سامنے سے ہٹادو، ان کو دیکھنے سے دنیا یاد آتی ہے، اس لئے کہ حضور ﷺ وہیں پر نمازادا فرماتے تھے، بعض روایات کے مطابق اسی موقعہ پر حضور ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا کہ ان تصویر سازوں کو اللہ پاک کے یہاں سخت سزادی جائے گی اور کہا جائے گا کہ ان میں روح

[9] - الجامع الصحيح المسمى صحيح مسلم ج 6 ص 157 حديث نمبر 5639المؤلف : أبو الحسين مسلم بن الحجاج بن مسلم القشيري النيسابوري المحقق :الناشر : دار الجيل بيروت + دار الأفاق الجديدة . بيروت

ڈالو، چنانچہ حضرت عائشہؓ نے ان کو کاٹ کر تکیہ بنا دیا اور تکیہ پر وہ تصاویر نظر آتی تھیں:

٭عن أنس رضي الله عنه قال : كان قرام لعائشة سترت به جانب بيتها فقال لها النبي صلى الله عليه و سلم (أميطي عني فإنه لا تزال تصاويره تعرض لي في صلاتي)[10]

٭عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ لَنَا سِتْرٌ فِيهِ تِمْثَالُ طَائِرٍ وَكَانَ الدَّاخِلُ إِذَا دَخَلَ اسْتَقْبَلَهُ فَقَالَ لِى رَسُولُ اللَّهِ –صلى الله عليه وسلم– « حَوِّلِى هَذَا فَإِنِّى كُلَّمَا دَخَلْتُ فَرَأَيْتُهُ ذَكَرْتُ الدُّنْيَا »------ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ –صلى الله عليه وسلم– مِنْ سَفَرٍ وَقَدْ سَتَّرْتُ عَلَى بَابِى دُرْنُوكًا فِيهِ الْخَيْلُ ذَوَاتُ الأَجْنِحَةِ فَأَمَرَنِى فَنَزَعْتُهُ.----- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ دَخَلَ عَلَىَّ رَسُولُ اللَّهِ –صلى الله عليه وسلم– وَأَنَا مُتَسَتِّرَةٌ بِقِرَامٍ فِيهِ صُورَةٌ فَتَلَوَّنَ وَجْهُهُ ثُمَّ تَنَاوَلَ السِّتْرَ فَهَتَكَهُ ثُمَّ قَالَ « إِنَّ مِنْ أَشَدِّ النَّاسِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ الَّذِينَ يُشَبِّهُونَ بِخَلْقِ اللَّهِ----- عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ سَمِعَ عَائِشَةَ تَقُولُ دَخَلَ عَلَىَّ رَسُولُ اللَّهِ –صلى الله عليه وسلم– وَقَدْ سَتَرْتُ

---

[10] - الجامع الصحيح ج 5 ص 2222 حديث نمبر :5614 المؤلف : محمد بن إسماعيل أبو عبدالله البخاري الجعفي الناشر : دار ابن كثير ، اليمامة – بيروت الطبعة الثالثة ، 1407 – 1987 تحقيق : د. مصطفى ديب البغا أستاذ الحديث وعلومه في كلية الشريعة – جامعة دمشق

سَهْوَةً لِى بِقِرَامٍ فِيهِ تَمَاثِيلُ فَلَمَّا رَآهُ هَتَكَهُ وَتَلَوَّنَ وَجْهُهُ وَقَالَ « يَا عَائِشَةُ أَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا عِنْدَ اللَّهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الَّذِينَ يُضَاهُونَ بِخَلْقِ اللَّهِ ». قَالَتْ عَائِشَةُ فَقَطَعْنَاهُ فَجَعَلْنَا مِنْهُ وِسَادَةً أَوْ وِسَادَتَيْنِ.----- عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهُ كَانَ لَهَا ثَوْبٌ فِيهِ تَصَاوِيرُ مَمْدُودٌ إِلَى سَهْوَةٍ فَكَانَ النَّبِىُّ –صلى الله عليه وسلم– يُصَلِّى إِلَيْهِ فَقَالَ « أَخِّرِيهِ عَنِّى ». قَالَتْ فَأَخَّرْتُهُ فَجَعَلْتُهُ وَسَائِدَ[11]

☆ ایک مرتبہ حضور ﷺ کی صاحبزادی حضرت فاطمہؓ کے یہاں بھی اسی طرح کا تصویر دار پردہ نظر آیا تو حضور ﷺ نے ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا اور آپ کے حکم پر کسی حاجتمند کو دے دیا گیا، مگر اس کی وجہ حدیث میں زینت دنیا سے گریز کو قرار دیا گیا، کسی حکم شرعی کو نہیں، اسی لئے اس پردہ کو ضائع کرنے کے بجائے حضور ﷺ نے کسی ضرورت مند کو دینے کا حکم فرمایا، مقصد یہ تھا کہ اس طرح کی زیب وزینت کی چیزیں خانۂ اہل نبوت کے شایان شان نہیں ،ورنہ اگر حکم شرعی کی بنیاد پر اس پردہ کو گھر سے ہٹایا گیا ہوتا تو جس طرح یہ باتصویر پردہ حضرت فاطمہؓ کے لئے ناجائز تھا دوسرے مسلمان کے لئے بھی ناجائز تھا۔

---

[11] - الجامع الصحيح المسمى صحيح مسلم ج 6 ص 159 حديث نمبر :5643 تا5651 المؤلف :أبو الحسين مسلم بن الحجاج بن مسلم القشيري النيسابوري ،الناشر : دار الجيل بيروت

عبد الله بن عمر رضي الله عنهما : «أَنَّ رسولَ الله صلى الله عليه وسلم أتى بيتَ فاطمةَ ، فوجد على بابها سِتْرا مَوشِيّا ، فلم يدخل، فجاء عليٌّ ، فرآها مُهتَمَّة، فقال: مالَكِ؟ فأَخبرته بانْصِرَافِ رسولِ الله –صلى الله عليه وسلم عن بابها، فأتى عليٌّ رسولَ الله –صلى الله عليه وسلم، فذكر ذلك له ، وقال: قد اشتَدَّ [ذلك] عليها ، فقال رسولُ الله صلى الله عليه وسلم: مالنا وللدنيا ، ومالنا وللرَّقمِ ؟ فذهب إلى فاطمةَ ، فأَخبرها بقول رسول الله صلى الله عليه وسلم، فردَّته إِليه ، تقول : فما تأمرنا به فيه؟ قال: تُرسِلين به إِلى أهل حاجة».أَخرجه البخاري، وأَبو داود.[12]

☆حضرت عروہ بن زبیرؒ ایسے تکیوں اور مسندوں کا استعمال فرماتے تھے جن پر پرندوں اورانسانوں کی تصاویر تھیں[13]۔

☆حضرت ابن عونؒ بیان کرتے ہیں کہ وہ حضرت ابو بکر صدیقؓ کے پوتے حضرت قاسم بن محمدؒ (جو مدینہ منورہ کے بلند پایہ فقہاء میں تھے)کی ملاقات کے لئے ان

---

[12] -جامع الأصول في أحاديث الرسول ج 4 ص 810 حديث نمبر:2967 المؤلف : مجد الدين أبو السعادات المبارك بن محمد الجزري ابن الأثير (المتوفى : 606هـ)تحقيق : عبد القادر الأرنؤوط الناشر : مكتبة الحلواني – مطبعة الملاح – مكتبة دار البيان الطبعة : الأولى

[13] -مصنف ابن أبي شيبة 8 / 506 ط الهند

کے گھر حاضر ہوئے توان کے کمرہ میں چاروں طرف لٹکے ہوئے پردوں پر قندس (آبی پرندہ) اور عنقاء (ایک فرضی جانور) کی تصاویر تھیں۔۔۔واضح رہے کہ حضرت قاسم بن محمدؒ اپنے عہد کے چوٹی کے علماء میں تھے ،اور حضرت عائشہ کی وہ روایت میں جس میں تصویر کی ممانعت آئی ہے، اس کے راویوں میں ہیں[14]۔

تصویر والی انگوٹھیاں اور بٹن (یعنی بہت چھوٹی تصاویر)

☆حضرت ابوہریرہؓ کی انگوٹھی میں جو نگینہ تھا اس میں دو مکھیوں کی تصویریں بنی تھیں۔

☆حضرت عمرؓ کے زمانہ میں ایک انگوٹھی دستیاب ہوئی تھی جس کے متعلق یہ پتہ چلا کہ یہ حضرت دانیالؑ نبی کی انگوٹھی ہے، اور اس کے نگینہ میں ایک مرقع تھا جس میں دو شیر دائیں بائیں اور بیچ میں ایک لڑکا کھڑا تھا، حضرت عمرؓ نے یہ انگوٹھی حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کو عنایت فرمائی[15]

☆صحابی رسول حضرت عمران بن حصینؓ کی انگوٹھی پر ایک تلوار لٹکائے ہوئے شخص کی تصویر تھی۔

---

[14] - مصنف ابن أبي شيبة ،ط الهند 8/ 509،ونقله ابن حجر في الفتح 10 / 388

[15] -جواہر الفقہ ج/۳ص/۱۹۸، رد المحتار على "الدر المختار : شرح تنوير الابصار"ج 5 ص 43 المؤلف : ابن عابدين ، محمد أمين بن عمر (المتوفى : 1252ھ)

☆فتح فارس کے قائد صحابی رسول حضرت نعمان بن مقرنؓ کی انگوٹھی پر بارہ سنگھا جانور کا نقش تھا جس کا ایک ہاتھ پھیلا ہوا اور ایک ہاتھ سمٹا ہوا تھا۔

☆حضرت حذیفہ بن الیمانؓ کی انگوٹھی پر دو سارس جانوروں کا نقش تھا۔

☆اسی طرح حضرت ابوہریرہؓ کی انگوٹھی پر دو مکھیوں کی تصویریں تھیں[16]۔

☆حضرت عروہؒ کے بٹن میں آدمی کے چہرہ کی تصویر تھی[17]

تصویر والے سکے

☆روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور ﷺ اور صحابہ ایسے رومی دیناروں اور فارسی درھموں کا استعمال فرماتے تھے جن پر وہاں کے بادشاہوں کی تصویریں ہوتی تھیں، بلکہ خود حضرت عمر بن الخطابؓ کے عہد خلافت میں جو فارسی دراہم ڈھالے گئے ان میں بھی تصویریں موجود تھیں، حضرت معاویہؓ نے بھی جو رومی دینار ڈھلوائے ان میں بھی تصویریں علیٰ حالہ موجود رہیں، صرف صلیب کے نشان کو مٹا دیا گیا تھا، عبد الملک نے جو دینار تیار کرائے ان پر خود عبد الملک کی تصویر تھی جس میں وہ تلوار لٹکائے ہوئے نظر آتا تھا، البتہ اسی کے دور میں بعد کے سکے تصویروں سے خالی تیار کی گئیں اور پھر اسلامی سکوں کا دور شروع ہوا، عبد الملک بن مروان سے پہلے زیادہ تر مروج سکوں میں تصویریں

---

16 - معاني الآثار للطحاوي 4 / 263 ، 266

17 - طبقات ابن سعد جزء تابعین ص/۱۳۶

ہوتی تھیں، اوران کے استعمال میں کوئی کراہت محسوس نہیں کی جاتی تھی[18]

بغیر سر والی تصویریں

☆بعض روایات وآثار سے معلوم ہوتا ہے کہ جن تصاویر کے سر کاٹ دیئے جائیں یا بغیر سر کے بنائی جائیں وہ بھی حکم ممانعت سے خارج ہیں:

حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم « أَتَانِى جِبْرِيلُ فَقَالَ إِنِّى كُنْتُ أَتَيْتُكَ الْبَارِحَةَ فَلَمْ يَمْنَعْنِى أَنْ أَكُونَ دَخَلْتُ عَلَيْكَ الْبَيْتَ الَّذِى كُنْتَ فِيهِ إِلاَّ أَنَّهُ كَانَ فِى بَابِ الْبَيْتِ تِمْثَالُ الرِّجَالِ وَكَانَ فِى الْبَيْتِ قِرَامُ سِتْرٍ فِيهِ تَمَاثِيلُ وَكَانَ فِى الْبَيْتِ كَلْبٌ فَمُرْ بِرَأْسِ التِّمْثَالِ الَّذِى بِالْبَابِ فَلْيُقْطَعْ فَيَصِيرَ كَهَيْئَةِ الشَّجَرَةِ وَمُرْ بِالسِّتْرِ فَلْيُقْطَعْ وَيُجْعَلْ مِنْهُ وِسَادَتَيْنِ مُنْتَبَذَتَيْنِ يُوطَآنِ وَمُرْ بِالْكَلْبِ فَيُخْرَجْ[19]

---

18 -الرملي على أسنى المطالب 3 / 226 ، ونهاية المحتاج 6 / 369 .*الموسوعة الفقهية الكويتية ج 12 ص 109 صادر عن : وزارة الأوقاف والشئون الإسلامية – الكويت بحوالہالدينار الإسلامي في المتحف العراقي ، للسيد ناصر النقشبندي ، (بغداد ، المجمع العلمي العراقي 1372 هـ) ص 17 ، 18 ، 20 ، 24 ، 82 ، وكتاب النقود العربية وعلم النمنمات لانستاس الكرملي وفي ضمنه كتاب المقريزي في النقود الإسلامية

19 - الجامع الصحيح سنن الترمذي ج 5 ص 115 حديث نمبر:2806 المؤلف : محمد بن عيسى أبو عيسى الترمذي السلمي الناشر : دار إحياء التراث العربي – بيروت

ترجمہ :حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا کہ میرے پاس حضرت جبرئیل آئے اوربتایا کہ میں کل گذشتہ آیا تھالیکن جس گھر میں آپ تھے اس میں لوگوں کی تصاویر تھیں ،ایک پردہ پر انسانوں کی تصاویر تھیں علاوہ ایک کتا بھی تھا، آپ تصویر کا سر قلم کرنے کا حکم دیں تووہ عام درخت کی طرح ہوجائے گی ،اور تصاویر والے پردہ کو کاٹ کر تکیہ بنوادیں اور کتا کو خارج کرائیں۔

☆صحابی رسول حضرت مسور بن مخرمہؓ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت عبد اللہ ابن عباسؓ کی عیادت کے لئے ان کے گھر حاضر ہوا تو دیکھا بہت سی تصاویر انگیٹھی میں جلانے کے لئے ڈالدی گئی ہیں ،میں نے حضرت ابن عباسؓ سے ان کے بارے میں دریافت کیا، تو فرمایا کہ آپ دیکھتے نہیں کہ میں نے ان کو آگ میں ڈال دیا ہے ،حضرت مسورؓ نکلنے لگے تو حضرت ابن عباسؓ نے ان تصویروں کے سر کاٹنے کا حکم دیا،لوگوں نے عرض کیا کہ ان کو بازار میں فروخت کرکے آپ کچھ رقم حاصل کرسکتے ہیں ، لیکن انہوں نے منظور نہیں کیا، اوران کے سر کاٹ دیئے گئے[20]یعنی سر کاٹ دینے کے بعد ان کا استعمال روا رکھا گیا۔

---

[20] - مسند أحمد 1 / 320

بچوں کے گڑیے اور تصویر والے کھلونے

☆بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس حکم ممانعت سے بچوں کے گڑیے اور ان کے کھیلنے کے لئے تیار کردہ تصاویر اور مجسمے بھی خارج ہیں، خود حضرت عائشہؓ کے پاس ایسے کھلونے موجود تھے، جن کو وہ اپنی بیٹیاں گردانتی تھیں، غزوۂ تبوک سے واپسی پر حضور اکرم ﷺ نے ان کے پاس یہ کھلونے دیکھے، حضور ﷺ کے دریافت کرنے پر انہوں نے بتایا کہ یہ میری بیٹیاں ہیں، ان میں ایک دو پروں والا گھوڑا بھی تھا، حضور ﷺ نے حیرت کے ساتھ پوچھا کہ گھوڑے کو بھی پر ہوتے ہیں؟ حضرت عائشہؓ نے برجستہ جواب دیا کہ کیا آپ نے نہیں سنا کہ حضرت سلیمانؑ کے پاس پر والے گھوڑے تھے، یہ سن کر حضور ﷺ کو ہنسی آگئی یہاں تک کہ آپ کے دندان مبارک نظر آنے لگے:

عَنْ عَائِشَةَ رضى الله عنها قَالَتْ قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم مِنْ غَزْوَةِ تَبُوكَ أَوْ خَيْبَرَ وَفِى سَهْوَتِهَا سِتْرٌ فَهَبَّتْ رِيحٌ فَكَشَفَتْ نَاحِيَةَ السِّتْرِ عَنْ بَنَاتٍ لِعَائِشَةَ لُعَبٍ فَقَالَ « مَا هَذَا يَا عَائِشَةُ ». قَالَتْ بَنَاتِى. وَرَأَى بَيْنَهُنَّ فَرَسًا لَهُ جَنَاحَانِ مِنْ رِقَاعٍ فَقَالَ « مَا هَذَا الَّذِى أَرَى وَسْطَهُنَّ ». قَالَتْ فَرَسٌ. قَالَ « وَمَا هَذَا الَّذِى عَلَيْهِ ». قَالَتْ جَنَاحَانِ. قَالَ « فَرَسٌ لَهُ جَنَاحَانِ ». قَالَتْ أَمَا سَمِعْتَ أَنَّ لِسُلَيْمَانَ

خَيْلاً لَهَا أَجْنِحَةٌ قَالَتْ فَضَحِكَ حَتَّى رَأَيْتُ نَوَاجِذَهُ[21]

☆ایک روایت حضرت ربیع بنت معوذ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عاشورا کی صبح مدینہ منورہ کے آس پاس انصار کی بستیوں میں منادی کرائی کہ جو آدمی روزہ سے ہو وہ اپنا روزہ پورا کرے اور جو نہ ہو وہ بھی باقی دن روزہ رہے،اس اعلان کے بعد سے اس دن ہم لوگ خود بھی روزہ رہتے تھے اور اپنے بچوں کو بھی روزہ رکھواتے تھے اوران کو مسجد لے جاتے تھے اوران کے لئے روئی کے کھلونے بناتے تھے ،کوئی کھانا کھانے کے لئے روتا تو ہم ان کو بہلانے کے لئے کھلونے دیتے تھے۔

الرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذِ بْنِ عَفْرَاءَ قَالَتْ أَرْسَلَ رَسُولُ اللَّهِ –صلى الله عليه وسلم– غَدَاةَ عَاشُورَاءَ إِلَى قُرَى الأَنْصَارِ الَّتِى حَوْلَ الْمَدِينَةِ « مَنْ كَانَ أَصْبَحَ صَائِمًا فَلْيُتِمَّ صَوْمَهُ وَمَنْ كَانَ أَصْبَحَ مُفْطِرًا فَلْيُتِمَّ بَقِيَّةَ يَوْمِهِ ». فَكُنَّا بَعْدَ ذَلِكَ نَصُومُهُ وَنُصَوِّمُ صِبْيَانَنَا الصِّغَارَ مِنْهُمْ إِنْ شَاءَ اللَّهُ وَنَذْهَبُ إِلَى الْمَسْجِدِ فَنَجْعَلُ لَهُمُ اللُّعْبَةَ مِنَ الْعِهْنِ فَإِذَا بَكَى أَحَدُهُمْ عَلَى الطَّعَامِ أَعْطَيْنَاهَا إِيَّاهُ عِنْدَ الإِفْطَارِ[22]

---

[21] - سنن أبي داود ج 4 ص 438 حديث نمبر :4934 المؤلف : أبو داود سليمان بن الأشعث السجستاني الناشر : دار الكتاب العربي ـ بيروت عدد الأجزاء : 4

[22] - الجامع الصحيح المسمى صحيح مسلم ج 3 ص 152 حديث نمبر :2725 المؤلف : أبو الحسين مسلم بن الحجاج بن مسلم القشيري النيسابوري الناشر : دار الجيل بيروت

اس سے معلوم ہوتا ہے بچوں کی دلجوئی اور تربیت کے لئے صحابہ اور صحابیات کھلونے بناتے تھے اور ان کے استعمال میں مضائقہ نہیں سمجھا جاتا تھا، البتہ حنابلہ نے اس میں شرط لگائی ہے کہ یہ کھلونے بغیر سر کے بنائے جائیں، مگر دیگر فقہاء کے یہاں کھلونے میں یہ شرط نہیں ہے[23]۔

حرمت تصویر کا حکم علت کے ساتھ مربوط

☆علاوہ جن احادیث میں تصویر کی ممانعت کا حکم آیا ہے ان میں اس حکم کی علت بھی بیان کی گئی ہے، مثلاً:

صفت تخلیق کی مشابہت

بعض روایات میں اس کو اللہ پاک کی صفت تخلیق کی مشابہت ونقالی قرار دیا گیاہے، جبکہ مصور وخالق صرف اللہ پاک ہے، قرآن کریم میں ارشادہے:

هُوَ ٱلَّذِي يُصَوِّرُكُمْ فِي ٱلْأَرْحَامِ كَيْفَ يَشَآءُ[24] وہی ذات ہے جو رحم مادر میں جیسے چاہتاہے صورتیں بناتا ہے۔

اسی لئے محشر میں رب العالمین تصویر ساز سے کہیں گے کہ تم نے صورت تو بنادی اب اس میں روح بھی ڈال دو، چنانچہ کسی روایت میں یضاهون بخلق الله کسی میں

---

[23] - كشاف القناع 1 / 280 ، وشرح المنتهى 2 / 293 ، والإنصاف 5 / 331

[24] -آل عمران : 6

ومن أظلم ممن ذهب يخلق خلقا كخلقي کہیں **من صور صورة كلف أن ينفخ فيها الروح** تو کہیں **أحيوا ما خلقتم** کے الفاظ وارد ہوئے ہیں، جو اس بات کو ظاہر کرتے ہیں کہ یہ حکم علی الاطلاق نہیں ہے، بلکہ علت کے ساتھ مربوط ہے، اسی بنیاد پر بعض فقہاء نے یہ بات کہی کہ جب تک تصویر بنانے والے کے اندر خدا کی صفت تخلیق کی نقالی کا قصد نہ ہو اس پر ممانعت کا اطلاق نہ ہو گا ،اسی لئے سورج ،چاند ،درخت ،پہاڑ کی تصاویر نیز سر کٹی تصویریں، اوربچوں کے گڑیے وغیرہ اس حکم سے خارج ہیں کیونکہ ان میں صفت تخلیق کے مقابلے کا قصد پایا نہیں جاتا، علامہ نووی ؒ لکھتے ہیں:

قَوْله : (أَشَدّ النَّاس عَذَابًا)فَقِيلَ هِيَ مَحْمُولَة عَلَى مَنْ فَعَلَ الصُّورَة لِتُعْبَد ، وَهُوَ صَانِع الْأَصْنَام ، وَنَحْوهَا ، فَهَذَا كَافِر ، وَهُوَ أَشَدّ عَذَابًا ، وَقِيلَ : هِيَ فِيمَنْ قَصَدَ الْمَعْنَى الَّذِي فِي الْحَدِيث مِنْ مُضَاهَاة خَلْق اللَّه تَعَالَى ، وَاعْتَقَدَ ذَلِكَ ، فَهَذَا كَافِر لَهُ مِنْ أَشَدّ الْعَذَاب مَا لِلْكُفَّارِ ، وَيَزِيد عَذَابه بِزِيَادَةِ قُبْح كُفْره . فَأَمَّا مَنْ لَمْ يَقْصِد بِهَا الْعِبَادَة وَلَا الْمُضَاهَاة ،فَهُوَ فَاسِق صَاحِب ذَنْب كَبِير،وَلَايَكْفُر كَسَائِرِ الْمَعَاصِي[25]

[25] - المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج ج 14 ص 91 المؤلف : أبو زكريا يحيى بن شرف بن مري النووي الناشر : دار إحياء التراث العربي – بيروت

شرک اوراسباب شرک کاسد باب

☆بعض روایات و آثار سے اشارہ ملتاہے کہ تصویر سازی کی ممانعت شرک اور غیر اللہ کی عبادت سے بچنے کے لئے سد ذریعہ کے طور پر کی گئی تھی،اس لئے کہ پچھلی قومیں اپنے بزرگوں کی تصاویر بطور یاد گار رکھتی تھیں اور پھر ان کی اگلی نسلیں رفتہ رفتہ ان کی عبادت وپرستش پر مائل ہو جاتی تھیں،اس لئے تصاویر پابندی عائد کر دی گئی، جیسا کہ ایک ارشاد نبویؐ میں اس کی نشاندہی کی گئی ہے:

عن عائشة:أن أم حبيبة وأم سلمة ذكرتا كنيسة رأينها بالحبشة فيها تصاوير فذكرتا للنبي صلى الله عليه و سلم فقال (إن أولئك إذا كان فيهم الرجل الصالح فمات بنوا على قبره مسجدا وصوروا فيه تلك الصور فأولئك شرار الخلق عند الله يوم القيامة)[26]

نیز امام بخاریؒ نے سورہ نوح کی تفسیر میں ود،سواع،یغوث،یعوق وغیرہ کا ذکر کرتے ہوئے عطاء عن ابن عباسؓ سے تعلیقاً نقل کیاہے کہ یہ اپنے وقت کے نیک لوگ تھے جن کی تصاویر ابتداءً بطور تبرک ویاد گار رکھی گئی تھیں ، لیکن پھر ان کی پرستش شروع ہو گئی:

[26] -الجامع الصحيح ج 1 ص 165 حديث نمبر : 417المؤلف : محمد بن إسماعيل أبو عبدالله البخاري الجعفي الناشر : دار ابن كثير ، اليمامة – بيروت الطبعة الثالثة ، 1407 – 1987

هذه أسماء رجال صالحين من قوم نوح ، فلما هلكوا أوحى الشيطان إلى قومهم : أن انصبوا إلى مجالسهم التي كانوا يجلسون إليها أنصابا ، وسموها بأسمائهم ، ففعلوا ، فلم تعبد ،حتى إذا هلك أولئك ، وانتسخ العلم ، عبدت[27]

اس بات کا ذکر ہمارے فقہاء کے یہاں بھی ملتا ہے ،چنانچہ انہوں نے بہت چھوٹی تصاویر یا سر کٹی ہوئی تصاویر گھر میں رکھنے کی اجازت کی یہی توجیہ بیان کی ہے کہ ایسی تصویریں عام طور پر قابل پرستش نہیں ہوتیں: علامہ حصکفیؒ لکھتے ہیں:

(أو كانت صغيرة) لا تتبين تفاصيل أعضائها للناظر قائما،وهي على الارض، ذكره الحلبي (أو مقطوعة الرأس أو الوجه) أو ممحوة عضو لا تعيش بدونه (أو لغير ذي روح لا) يكره، لانها لا تعبد، وخبر جبريل مخصوص بغير المهانة كما بسطه ابن الكمال[28]

علامہ زیلعیؒ تحریر فرماتے ہیں:

قَالَ رَحِمَهُ اللَّهُ (إلَّا أَنْ تَكُونَ صَغِيرَةً) لِأَنَّهَا لَا تُعْبَدُ إذَا كَانَتْ صَغِيرَةً بِحَيْثُ لَا تَبْدُو لِلنَّاظِرِ وَالْكَرَاهَةُ بِاعْتِبَارِ الْعِبَادَةِ فَإِذَا

---

27 - أخرجه البخاري (فتح الباري 8 / 666 ط السلفية

28 - الدر المختار ، شرح تنوير الأبصار في فقه مذهب الإمام أبي حنيفة ج ص 699 المؤلف : محمد ، علاء الدين بن علي الحصكفي (المتوفى : 1088هـ)

لَمْ يُعْبَدْ مِثْلُهَا لَا يُكْرَهُ رُوِيَ أَنَّ خَاتَمَ أَبِي هُرَيْرَةَ كَانَ عَلَيْهِ ذُبَابَتَانِ وَخَاتَمَ دَانْيَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ عَلَيْهِ أَسَدٌ وَلَبْوَةٌ وَبَيْنَهُمَا رَجُلٌ يَلْحَسَانِهِ قَالَ رَحِمَهُ اللَّهُ (أَوْ مَقْطُوعَةَ الرَّأْسِ) أَيْ مَمْحُوَّةَ الرَّأْسِ بِخَيْطٍ يَخِيطُهُ عَلَيْهِ حَتَّى لَا يَبْقَى لِلرَّأْسِ أَثَرٌ أَوْ يَطْلِيهِ بِمَغْرَةٍ أَوْ نَحْوِهِ أَوْ يَنْحِتُهُ فَبَعْدَ ذَلِكَ لَا يُكْرَهُ ؛ لِأَنَّهَا لَا تُعْبَدُ بِدُونِ الرَّأْسِ عَادَةً وَلَا اعْتِبَارَ بِالْخَيْطِ بَيْنَ الرَّأْسِ وَالْجَسَدِ لِأَنَّ مِنْ الطُّيُورِ مَا هُوَ مُطَوَّقٌ وَلَا بِإِزَالَةِ الْحَاجِبَيْنِ أَوْ الْعَيْنَيْنِ ؛ لِأَنَّهَا تُعْبَدُ بِدُونِهِمَا[29]

اسی لئے بعض علماء نے یہ بات لکھ دی کہ شروع میں شرک سے حفاظت کے لئے شدت کے ساتھ ہر طرح کی تصاویر کو ممنوع قرار دیا گیا تھا، لیکن بعد میں جب دلوں میں شرک کی قباحت راسخ ہوگئی تو صرف مجسموں اور مورتیوں پر پابندی باقی رکھی گئی اور نقوش وکاغذی تصاویر سے در گذر کر دیا گیا، جیسا کہ عام طور پر مالکیہ کا مسلک ہے، اور جس کو تقویت الارقماً فی الثوب والی روایت سے پہونچتی ہے جس کا ذکر پہلے آچکا ہے۔

☆بعض روایات میں اس کی توجیہ یہ بھی آئی ہے کہ جس گھر میں تصویر، کتا یا جنبی شخص موجود ہو وہاں ملائکہ رحمت داخل نہیں ہوتے، مگر حقیقت میں یہ علت نہیں

---

29 -. تبيين الحقائق شرح كنز الدقائق ج 1 ص 166 فخر الدين عثمان بن علي الزيلعي الحنفي.الناشر دار الكتب الإسلامي.سنة النشر 1313هـ.مكان النشر القاهرة

بلکہ نتیجۂ تحریم ہے ،جیسے کہ کہاجاتاہے کہ کسی مسلمان کو زیب نہیں دیتا کہ ایسے دسترخوان پر بیٹھے جہاں شراب موجودہو۔

تصویر کے مصداق کے بارے میں فقہاء مجتہدین کااختلاف

ظاہر ہے کہ جو حکم اسباب وعلل سے مربوط ہو وہ تطبیقات اور جزئیات کے مرحلے میں قطعی اور متفق علیہ نہیں رہ سکتاہے،چنانچہ تصویر کی حرمت کامسئلہ تطبیق کے لحاظ سے عہد اجتہاد ہی میں ظنی اور مجتہد فیہ ہو گیا،اور فقہاء مجتہدین کے درمیان اس امر میں اختلاف ہوا کہ صحیح ترین احادیث میں جو شدید ممانعت وارد ہوئی ہے اس کامصداق کیاہے؟ اور کس قسم کی تصویر پر اس حرمت کااطلاق ہو گا؟

پرستش کے لئے بنائے گئے مجسمے اور مورتیاں

(ا)علماء کی ایک جماعت اس طرف گئی ہے کہ اس حکم کامصداق صرف وہ مجسمے اور مورتیاں ہیں ،جو عبادت وپرستش کے لئے بنائی گئی ہوں ،اوروہی اس شدید وعید کے مستحق ہیں،اورانہی لوگوں کے لئے قرآن کریم میں کہاگیا:

قال أتعبدون ما تنحتون والله خلقكم وما تعملون[30]

ترجمہ:فرمایاکیاتم اسی کی عبادت کرتے ہو جسے تم خود تیار کرتے ہو؟حالانکہ اللہ نے تم کوپیدا کیااوران کو بھی جو تم بناتے ہو۔

---

30 سورة الصافات / 95 - 96

اسی طرح حدیث پاک میں ارشاد ہے:

إن الله ورسوله حرم بيع الخمر والميتة والخنزير والأصنام[31]

ترجمہ: بے شک اللہ اوراس کے رسول نے شراب، مردار، خنزیر اور بتوں کی بیع کو حرام قرار دیا ہے۔

اگر مجسمہ سازی کا مقصد عبادت نہ ہو، تزئین و تحسین ، اظہار شوکت یا اور کوئی امر ہو تو مجسمہ بنانا ناجائز نہیں ہے، جیسا کہ قرآن کریم نے حضرت سلیمانؑ کے حوالے سے ذکر کیا ہے:

يعملون له ما يشاء من محاريب وتماثيل وجفان كالجواب[32]

قرآن کریم کا پچھلے مذاہب کی کسی بات کو نقل کرنا اس کی اباحت کو ثابت کرتا ہے اور شریعت اسلامیہ میں وہ قانون کا حصہ بننے کی صلاحیت رکھتا ہے، خود قرآن کریم نے اس کی جانب رہنمائی کی ہے:

أولئك الذين هدى الله فبهداهم اقتده[33]

ترجمہ: یہی وہ لوگ ہیں جن کو اللہ نے ہدایت دی ہے، پس انہی کی پیروی کرو۔

چنانچہ احادیث میں حرمت کی علت بتاتے ہوئے کہا گیا کہ یہ اللہ کی صفت تخلیق

---

31 - أخرجه البخاري (الفتح 4 / 424–ط السلفية)ومسلم(3 / 1207 – ط الحلبي

32 - سورة سبا ١٣

33 -سورہ انعام ٩٠

سے مشابہت ہے ،اگر اس علت کو اپنے عموم پر جاری کیا جائے تو درختوں ،پہاڑوں اور شمس وقمر کی تصویر بنانا بھی ناجائز ہوناچاہیئے ،اس لئے کہ ان کی تخلیق بھی اللہ تعالیٰ ہی فرماتے ہیں ،جب کہ ان کی تصویر بنانا بالاتفاق جائز ہے ،اس سے معلوم ہوتاہے کہ ایسی تصویر اور مجسمہ سازی جس میں اللہ کی صفت خلاقی کامقابلہ مقصود ہووہی ممنوع ہے ،اور ایسے ہی لوگوں سے اللہ پاک فرمائیں گے کہ تم اپنی ان مخلوقات میں روح ڈال کرزندہ کرو ،ہر قسم کی تصویر سازی حرمت کے دائرے میں داخل نہیں ہے۔

یہ رائے علامہ آلوسیؒ نے سورہ سبا کی تفسیر میں نحاسؒ،مکی ابن ابی طالبؒ اورابن الفرسؒ کے حوالے سے نقل کی ہے کہ ایک جماعت کی یہ رائے ہے ،مگر اس میں کون لوگ شامل ہیں ،ان کی تعیین نہیں کی ہے ،اسی لئے اکثر کتب فقہ وتفسیر میں اس قول کو نظر انداز کیاگیاہے ،البتہ مجلہ "الوعی الاسلامی" میں اس رائے کی نسبت شیخ عبدالعزیز جاویش کی طرف کی گئی ہے[34]۔

مالکیہ اور بعض حنابلہ کا مذہب

(۲)مالکیہ کامذہب اور حنابلہ میں ابن حمدان ودیگر بعض علماء کی رائے یہ ہے کہ

---

[34] -تفسير الألوسي المسمى روح المعاني (القاهرة ، إدارة الطباعة المنيرية 1955 م) 22 / 19 . ونسب في مجلة الوعي الإسلامي (سنة 1387 هـ العدد 29 ص 57 ، 58 في مقال للسيد محمد رجب البيلي) إلى الشيخ عبد العزيز جاويش .

ممنوعہ تصویر کا اطلاق صرف اس صورت پر ہو گا جب اس میں درج ذیل تین (۳) شرائط موجود ہوں:

کاغذ یا کپڑے پر بنی ہوئی تصویریں

(۱) کسی انسان یا حیوان کا مجسمہ بنایا جائے، بشرطیکہ بچوں کے گڑیوں کی قبیل سے نہ ہو، مجسمہ اور جسم والی تصویر کی حرمت پر جمہور علماء کا اتفاق ہے خواہ وہ کسی غرض سے بنائی گئی ہو، البتہ کاغذ، کپڑا، دیوار یا زمین وغیرہ غیر سایہ دار یعنی بغیر جسم والی تصویر کے بارے میں ائمۂ کرام میں اختلاف ہوا ہے ،جمہور فقہاء اس کو بھی ناجائز قرار دیتے ہیں، لیکن حضرت امام مالکؒ سے اس سلسلے میں جواز وعدم جواز دونوں طرح کی روایتیں ملتی ہیں ،فقہاء مالکیہ میں اس امر میں اختلاف ہے کہ کون سی روایت راجح ہے، الموسوعۃ الفقہیۃ الکویتیۃ میں مسلک مالکی جواز مع الکراہت نقل کیا گیا ہے الا یہ کہ موضع اہانت میں ہو، جب کہ بہت سے فقہاء مالکیہ جن میں علامہ ابن القاسم مالکیؒ، علامہ دردیر مالکیؒ، علامہ ابی مالکیؒ، علامہ ابو عبد اللہ مواقؒ، اور علامہ محمد العلیش مالکیؒ وغیرہ شامل ہیں کے نزدیک یہ محض نقوش ہیں اس لئے ان میں کوئی کراہت نہیں، البتہ نہ کرنا بہتر ہے[35]۔

---

[35] - الموسوعة الفقهية الكويتية ج 12ص 107 صادر عن : وزارة الأوقاف والشئون الإسلامية – الكويت الطبعة الثانية ، دارالسلاسل – الكويت*الشرح الكبير للدردير مع حاشية الدسوقى ج 3 ص 201 ،ج 2 ص 337 *الشرح الصغير للدردير مع حاشية الصاوى ج 1 ص 404 * شرح الخرشى علىٰ مختصر العلامة خليل ج 2ص 167 *التاج والاكليل

وسألت مالكا عن التماثيل وتكون في الأسرة والقباب والمنار وما أشبهها؟ قال: هذا مكروه وقال لأن هذه خلقت خلقا، قال: وما كان من الثياب والبسط والوسائد فإن هذا يمتهن، قال: وقد كان أبو سلمة بن عبد الرحمن يقول ما كان يمتهن فلا بأس به وأرجو أن يكون خفيفا ومن تركه غير محرم له فهو أحب إلي. قال: وسألنا مالكا عن الخاتم يكون فيه التماثيل أيلبس ويصلى به؟ قال: لا يلبس ولا يصلى به[36]

*وتكره التماثيل في الأسرة والقباب والجدران والخاتم وليس الرقم في الثوب من ذلك وتركه أحسن[37]

*(وَيُكْرَهُ) تَنْزِيهًا فِعْلُ (التَّمَاثِيلِ) جَمْعُ تِمْثَالٍ بِكَسْرِ التَّاءِ وَهِيَ صُورَةُ الْحَيَوَانَاتِ (فِي الْأَسِرَّةِ) بِكَسْرِ السِّينِ الْمُهْمَلَةِ جَمْعُ سَرِيرٍ وَهُوَ الَّذِي يُصْنَعُ لِلرُّقَادِ عَلَيْهِ .(وَ) كَذَا يُكْرَهُ فِعْلُ التَّمَاثِيلِ فِي (الْقِبَابِ) جَمْعُ قُبَّةٍ وَهِيَ مَا يُجْعَلُ مِنْ

للمواق بهامش مواهب الجليل ج 4 ص 4 * جواهر الاكليل للآبى ج 1 ص 324 فصل الوليمة

36 - المدونة الكبرى ج 1 ص 183 المؤلف : مالك بن أنس بن مالك بن عامر الأصبحي المدني (المتوفى : 179هـ)المحقق : زكريا عميرات الناشر : دار الكتب العلمية بيروت. لبنان

37 -متن الرسالة ج 1 ص 158 المؤلف : ابن أبي زيد القيرواني ، عبد الله بن عبد الرحمن (المتوفى : 386هـ)الناشر : دار الفكر

الثِّيَابِ عَلَى الْهَوْدَجِ أَوْ عَلَى السَّرِيرِ أَوْ عَلَى الْخَيْمَةِ .(وَ) كَذَلِكَ يُكْرَهُ التِّمْثَالُ أَيْضًا فِي (الْجُدْرَانِ) بِضَمِّ الْجِيمِ جَمْعُ جَدْرٍ بِفَتْحِ الْجِيمِ وَسُكُونِ الدَّالِ الْحَائِطُ .(وَ) كَذَا فِي (الْخَاتَمِ) بِفَتْحِ التَّاءِ وَكَسْرِهَا وَفِيهِ لُغَاتٌ أُخَرُ مَشْهُورَةٌ ، قَالَ فِي الْمُدَوَّنَةِ : تُكْرَهُ التَّمَاثِيلُ الَّتِي فِي الْأَسِرَّةِ وَالْقِبَابِ وَالْمَنَابِرِ وَلَيْسَ كَالثِّيَابِ وَالْبُسُطِ الَّتِي تُمْتَهَنُ انْتَهَى ، وَأَشْعَرَ قَوْلُهُ فِي الْأَسِرَّةِ وَالْقِبَابِ إلَخْ أَنَّ التِّمْثَالَ مَنْقُوشٌ فِي تِلْكَ الْمَذْكُورَاتِ وَهُوَ كَذَلِكَ ، وَأَمَّا لَوْ جُعِلَ التِّمْثَالُ صُورَةً مُسْتَقِلَّةً لَهَا ظِلٌّ كَمَا لَوْ صُنِعَ صُورَةَ سَبُعٍ أَوْ كَلْبٍ أَوْ آدَمِيٍّ وَوَضَعَهَا عَلَى الْحَائِطِ أَوْ عَلَى الْأَرْضِ فَإِنَّ ذَلِكَ حَرَامٌ ، حَيْثُ كَانَتْ الصُّورَةُ كَامِلَةً سَوَاءٌ صُنِعَتْ مِمَّا تَطُولُ إقَامَتُهُ كَحَجَرٍ أَوْ خَشَبٍ أَوْ مِمَّا لَا تَطُولُ إقَامَتُهُ ، كَمَا صُنِعَ صُورَةُ السَّبُعِ أَوْ الْفَرَسِ مِنْ عَجِينٍ أَوْ حَلَاوَةٍ مِمَّا لَا تَطُولُ إقَامَتُهُ ، وَلَوْ كَانَتْ الصُّورَةُ نَاقِصَةً كَصُورَةِ حِمَارٍ أَوْ سَبُعٍ غَيْرِ كَامِلَةٍ فَلَا حُرْمَةَ فِيهَا بَلْ قِيلَ بِكَرَاهَتِهَا وَقِيلَ خِلَافُ الْأَوْلَى .وَالْحَاصِلُ كَمَا يُؤْخَذُ مِنْ كَلَامِ ابْنِ رُشْدٍ وَغَيْرِهِ أَنَّ التَّمَاثِيلَ عَلَى الثَّلَاثَةِ أَقْسَامٍ : الْمُحَرَّمُ مِنْهَا مَا كَانَ عَلَى صُورَةِ حَيَوَانٍ كَامِلَةٍ وَلَهَا ظِلٌّ قَائِمٌ وَحُمِلَ عَلَيْهَا مَا وَرَدَ فِي الْحَدِيثِ : { مِنْ أَنَّ فَاعِلَ

تِلْكَ الصُّورَةِ يُعَذَّبُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَيُقَالُ لَهُ : أَحْيِ مَا خَلَقْت } وَالْمُبَاحُ مَا كَانَ عَلَى صُورَةِ غَيْرِ حَيَوَانٍ كَصُورَةِ الْأَشْجَارِوَالْفَوَاكِهِ وَالسَّحَابِ مِمَّا هُوَ مَصْنُوعٌ لِلَّهِ وَلَيْسَ حَيَوَانًا ، وَالْمَكْرُوهُ مَا ذَكَرَهُ الْمُصَنِّفُ مِنْ صُوَرِ الْحَيَوَانَاتِ الْمَرْسُومَةِ فِي الْأَسِرَّةِ وَالْحِيطَانِ مِنْ كُلِّ مَا كَانَ غَيْرَ مُمْتَهَنٍ ، وَأَمَّا التَّمَاثِيلُ الْمَرْسُومَةُ فِي الْأَشْيَاءِ الْمُمْتَهَنَةِ فَلَا كَرَاهَةَ فِيهَا وَلَكِنَّ تَرْكَهَا أَوْلَى وَهِيَ الْآتِيَةُ فِي كَلَامِ الْمُصَنِّفِ .(تَنْبِيهٌ) يُسْتَثْنَى مِمَّا لَهُ ظِلٌّ قَائِمٌ الْمُجْمَعُ عَلَى حُرْمَتِهِ صُوَرُ لَعِبِ الْبَنَاتِ فَإِنَّهُ لَا تَحْرُمُ ، وَيَجُوزُ اسْتِصْنَاعُهَا وَصُنْعُهَا وَبَيْعُهَا وَشِرَاؤُهَا لَهُنَّ لِأَنَّ بِهِنَّ يَتَدَرَّبْنَ عَلَى حَمْلِ الْأَطْفَالِ ، فَقَدْ كَانَ لِعَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا جِوَارٍ يُلَاعِبْنَهَا بِصُوَرِ الْبَنَاتِ الْمَصْنُوعَةِ مِنْ نَحْوِ خَشَبٍ ، فَإِذَا رَأَيْنَ الرَّسُولَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ يَسْتَحِينَ مِنْهُ وَيَتَقَنَّعْنَ وَكَانَ الرَّسُولُ يَشْتَرِيهَا لَهَا ، وَأَمَّا فِعْلُهَا لِلْكِبَارِ فَحَرَامٌ ، وَلَمَّا كَانَتْ تَمَاثِيلُ الْحَيَوَانَاتِ إنَّمَا تُكْرَهُ فِيمَا لَا يُمْتَهَنُ كَالْمَصْنُوعَةِ فِي الْحَائِطِ ، ذَكَرَ أَنَّ مَا صُنِعَ فِي الْمُمْتَهَنِ لَا كَرَاهَةَ فِيهِ بِقَوْلِهِ : (وَلَيْسَ الرَّقْمُ) لِصُورَةِ الْحَيَوَانِ (فِي الثَّوْبِ) وَالْبِسَاطِ وَغَيْرِهِمَا مِنْ كُلِّ مُمْتَهَنٍ (مِنْ ذَلِكَ) الْمَنْهِيِّ عَنْهُ لِقَوْلِ الْجَلَّابِ : وَلَا بَأْسَ بِاتِّخَاذِ التَّمَاثِيلِ فِي

الثِّيَابِ وَالْبُسْطِ .(وَ) لَكِنْ (تَرْكُهُ) فِي الثَّوْبِ أَوْ غَيْرِهِ (أَحْسَنُ) مِنْ فِعْلِهِ لِأَنَّ بَعْضَ الْعُلَمَاءِ قَالَ بِتَحْرِيمِهِ وَلَوْ فِي الثَّوْبِ فَفِي تَرْكِهِ سَلَامَةٌ بِالْخُرُوجِ مِنْ الْخِلَافِ[38]

حنابلہ کے یہاں بھی کپڑے یاپردے پر بنی ہوئی تصویر کے سلسلے میں جائزونا جائز دونوں طرح کی روایتیں موجودہیں،علامہ ابن قدامہ حنبلیؒ نے المغنی میں[39] اور حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری میں حنابلہ کا مذہب بیان کرتے ہوئے لکھاہے کہ ان کے یہاں کپڑے پر بنی ہوئی تصویر حرام نہیں ہے،علامہ ابوالحسن علی بن سلیمان مرداویؒ اور علامہ شیخ ابن عقیل[40] وغیرہ علماء حنابلہ کی روایت کے مطابق بھی امام احمد بن حنبلؒ کے نزدیک دیوار اورپردے پر بنی ہوئی تصویر حرام نہیں ہے،علامہ ابن حمدان حنبلی کی رائے بھی جوازہی کی ہے۔علاوہ حضرت قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیقؓ بھی اس کے جواز کے قائل تھے جیساکہ پیچھے گذرچکاہے۔اس لئے علامہ نوویؒ کا یہ خیال کہ یہ باطل نظریہ ہے اور حدیث کے خلاف ہے،حافظ ابن حجرنے اس کوخارج کردیاہے:

قال النووي وذهب بعض السلف إلى أن الممنوع ما كان له ظل وأما ما لا ظل له فلا بأس باتخاذه مطلقا وهو مذهب

---

38 - الفواكه الدواني على رسالة ابن أبي زيد القيرواني ج 1 ص 94 المؤلف : أحمد بن غنيم بن سالم النفراوي (المتوفى : 1126هـ)المحقق : رضا فرحات الناشر : مكتبة الثقافة الدينية

39 -المغنی لابن قدامۃ ج 7 ص 215 ،ج 10 ص 201

40 -الانصاف للمرداوی ج 1 ص 474

باطل فإن الستر الذي أنكره النبي صلى الله عليه و سلم كانت الصورة فيه بلا ظل بغير شك ومع ذلك فأمر بنزعه قلت المذهب المذكور نقله بن أبي شيبة عن القاسم بن محمد بسند صحيح ولفظه عن بن عون قال دخلت على القاسم وهو بأعلى مكة في بيته فرأيت في بيته حجلة فيها تصاوير القندس والعنقاء ففي إطلاق كونه مذهبا باطلا نظر إذ يحتمل أنه تمسك في ذلك بعموم قوله الا رقما في ثوب فإنه أعم من أن يكون معلقا أو مفروشا وكأنه جعل إنكار النبي صلى الله عليه و سلم على عائشة تعليق الستر المذكور مركبا من كونه مصورا ومن كونه ساترا للجدار[41]

نامکمل تصویریں

(۲) تصویر میں بدن کے تمام اعضاء مکمل ہوں، اگر آدھے جسم کی مورتی بنائی جائے یا کوئی ایسا عضو مفقود ہو جس کے بغیر کوئی جاندار زندہ نہیں رہ سکتا تو یہ حرام نہیں ہے ،مثلاً سر موجود نہ ہو، یا پیٹ یا سینہ پھٹا ہوا ہو وغیرہ۔۔۔حنابلہ کی بھی اس باب میں

---

[41] - فتح الباري شرح صحيح البخاري ج 10 ص 388 المؤلف : أحمد بن علي بن حجر أبو الفضل العسقلاني الشافعي الناشر : دار المعرفة – بيروت ، 1379 تحقيق : أحمد بن علي بن حجر أبو الفضل العسقلاني الشافعي عدد الأجزاء : 13

یہی رائے ہے کہ اس صورت میں اس پر ذی روح کی تصویر کا اطلاق نہیں ہو گا، المغنی میں ہے:

فإن قطع رأس الصورة ذهبت الكراهة قال ابن عباس : الصورة الرأس فإذا قطع الرأس فليس بصورة وحكي ذلك عن عكرمة وقد روي عن أبي هريرة قال [قال رسول الله صلى الله عليه و سلم : أتاني جبريل فقال : أتيتك البارحة فلم يمنعني أن أكون دخلت إلا أنه كان على الباب تماثيل وكان في البيت ستر فيه تماثيل وكان في البيت كلب فمر برأس التمثال الذي على الباب فيقطع فيصير كهيئة الشجر ومر بالستر فلتقطع منه وسادتان منبوذتان يوطآن ومر بالكلب فليخرج] ففعل رسول الله صلى الله عليه و سلم وإن قطع منه ما لا يبقى الحيوان بعد ذهابه كصدره أو بطنه أو جعل له رأس منفصل عن بدنه لم يدخل تحت النهي لأن الصورة لا تبقى بعد ذهابه فهو كقطع الرأس وإن كان الذاهب يبقىالحيوان بعده كالعين واليد والرجل فهو صورة داخلة تحت النهي وكذلك إذا كان في إبتداء التصويرة صورة بدن بلا رأس أو رأس بلا بدن أو جعل له رأس وسائر بدنه صورة غير حيوان لم يدخل في النهي لأن ذلك ليس بصورة

حیوان[42]

شوافع کے یہاں بھی اس فکر کی عکاسی ملتی ہے ،ان کی متعدد کتابوں میں اس مضمون کی عبارتیں موجود ہیں، تحفۃ المحتاج میں ہے:

وَمَقْطُوعِ الرَّأْسِ) أَيْ مَثَلًا كَمَا عُلِمَ مِمَّا مَرَّ فِي الشَّرْحِ ا هـ رَشِيدِيٌّ عِبَارَةُ سم كَقَطْعِ الرَّأْسِ هُنَا فَقْدُ كُلِّ مَا لَا حَيَاةَ بِدُونِهِ كَمَا سَيَأْتِي فِي الشَّرْحِ وَقَضِيَّةُ ذَلِكَ أَنَّ فَقْدَ النِّصْفِ الْأَسْفَلِ كَفَقْدِ الرَّأْسِ ؛ لِأَنَّهُ لَا حَيَاةَ لِلْحَيَوَانِ بِدُونِهِ ا هـ سم[43]

مغنی المحتاج میں ہے:

وقال الأذرعي إن المشهور عندنا جواز التصوير إذا لم يكن له رأس لما أشار إليه الحديث من قطع رؤوسها اه وهذا هو الظاهر تنبيه قضية إطلاق المصنف أنه لا فرق في تصويره على الحيطان أو الأرض أو نسج الثياب وهو الصحيح في

42 - المغني في فقه الإمام أحمد بن حنبل الشيباني ج 8 ص 111المؤلف : عبد الله بن أحمد بن قدامة المقدسي أبو محمد الناشر : دار الفكر – بيروت الطبعة الأولى ، 1405

43 -تحفة المحتاج في شرح المنهاج ج 31 ص 426 المؤلف : شهاب الدين أحمد بن حجر الهيتمي (المتوفى : 974هـ)] هو شرح متن منهاج الطالبين للنووي (المتوفى 676 هـ)]

زيادة الروضة[44]

تحفۃ الحبیب میں ہے:

(لكن قطع رأسها) وكقطع الرأس هنا فقد كل ما لا حياة بدونه . وقضية ذلك أن فقد النصف الأسفل كفقد الرأس لأنه لا حياة للحيوان بدونه ، وبه صرح ح ل . وعبارة ابن حجر : وكفقد الرأس فقد ما لا حياة بدونه ، نعم يظهر أنه لا يضر فقد الأعضاء الباطنة كالكبد وغيره لأن الملحظ المحاكاة وهي حاصلة بدون ذلك اه . ويظهر أيضاً أنّ خرق نحو بطنه لا يجوز استدامته وإن كان بحيث لا يبقى معه الحياة في الحيوان أي ذلك لا يخرجه عن المحاكاة ولا شيء لمصوّر[45]

ناپائیدار چیز سے بنی ہوئی تصویریں

(۳) تیسری شرط بعض مالکیہ نے لگائی ہے، لیکن اکثر مالکیہ اس سے متفق نہیں ہیں، وہ یہ ہے کہ ایسی چیز سے مجسمہ تیار کیا جائے جو تادیر قائم رہے، مثلاً لوہا، تانبا، پتھر

---

[44] - مغني المحتاج إلى معرفة معاني ألفاظ المنهاج ج 3 ص 248 محمد الخطيب الشربيني الناشر دار الفكرمكان النشر بيروت عدد الأجزاء 4

[45] - تحفة الحبيب على شرح الخطيب (البجيرمي على الخطيب) ج 4 ص 225المؤلف : سليمان بن محمد بن عمر البجيرمي الشافعي دار النشر : دار الكتب العلمية – بيروت/ لبنان – 1417هـ – 1996م الطبعة : الأولى عدد الأجزاء / 5

اور لکڑی وغیرہ، ناپائیدار چیز مثلاً خربوزہ کے چھلکے یا گوندھے ہوئے آٹا سے کوئی صورت تیار کی جائے تو حرام نہیں ہے[46]۔

جمہور فقہاء (حنفیہ، شافعیہ اور حنابلہ) کا موقف

(۳) جمہور فقہاء یعنی حنفیہ، شافعیہ، اور حنابلہ کا موقف یہ ہے کہ ذی روح کی ہر طرح کی تصویر حرام ہے خواہ مجسمہ ہو یا نقش، علامہ نوویؒ نے تو اس پر اجماع تک کا دعویٰ کیا ہے، لیکن یہ صحیح نہیں ہے، اس لئے کہ ابھی گذرا کہ خود مالکیہ اور بعض حنابلہ نقش کے معاملے میں اختلاف رکھتے ہیں، خود امام مالک سے اس سلسلے میں جواز کی روایت منقول ہے، علاوہ مالکیہ اور شافعیہ تصویر کے کامل الاعضاء ہونے کی بھی شرط لگاتے ہیں، اسی لئے علامہ ابن نجیمؒ نے علامہ نوویؒ کے دعوائے اجماع پر شک ظاہر کیا ہے[47]۔

---

46 -متن خليل ، وعليه شرح الدردير وحاشية الدسوقي 2 / 337 ، 338 ، وغذاء الألباب للسفاريني شرح منظومة الآداب 2 / 180 ، وشرح النووي على صحيح مسلم ، (القاهرة ، المطبعة العصرية 1349 هـ كتاب اللباس) 11 / 80 ، وفتح الباري 10 / 388 المستفادمن الموسوعة الفقهية الكويتية ج **12** ص **101** : وزارة الأوقاف والشئون الإسلامية – الكويت

47 -البحر الرائق میں ہے: وَهَذِهِ الْكَرَاهَةُ تحريميه وَظَاهِرُ كَلَامِ النَّوَوِيِّ في شَرْحِ مُسْلِمٍ الْإِجْمَاعُ على تَحْرِيمِ تَصْوِيرِهِ صُورَةَ الْحَيَوَانِ فإنه قال قال أَصْحَابُنَا وَغَيْرُهُمْ من الْعُلَمَاءِ تَصْوِيرُ صُوَرِ الْحَيَوَانِ حَرَامٌ شَدِيدُ التَّحْرِيمِ وهو من الْكَبَائِرِ لِأَنَّهُ مُتَوَعَّدٌ عليه بهذا الْوَعِيدِ الشَّدِيدِ الْمَذْكُورِ في الْأَحَادِيثِ يَعْنِي مِثْلَ ما في الصَّحِيحَيْنِ عنه أَشَدُّ الناس عَذَابًا يوم الْقِيَامَةِ الْمُصَوِّرُونَ يُقَالُ لهم أَحْيُوا ما خَلَقْتُمْ ثُمَّ قال وَسَوَاءٌ صَنَعَهُ

کچھ مستثنیات

بعض حالات میں کچھ مستثنیات جمہور فقہاء کے یہاں بھی ہیں[48]، مثلاً:

☆بچوں کے گڑیے جن سے بچوں کی ذہنی وفکری تربیت مقصود ہوتی ہے:

والظاهر أنه لو كان الثقب كبيرا يظهر به نقصها فنعم وإلا فلا ؛ كما لو كان الثقب لوضع عصا تمسك بها كمثل صور الخيال التي يلعب بها لأنها تبقى معه صورة تامة تأمل (قوله أو لغير ذي روح) لقول ابن عباس للسائل " فإن كنت لا بد فاعلا فاصنع الشجر وما لا نفس له " رواه الشيخان ، ولا فرق في الشجر بين المثمر وغيره خلافا لمجاهد بحر (قوله

لِمَا يُمْتَهَنُ أو لِغَيْرِهِ فَصَنْعَتُهُ حَرَامٌ على كل حَالٍ لِأَنَّ فيه مُضَاهَاةً لِخَلْقِ اللَّهِ تَعَالَى وَسَوَاءٌ كان في ثَوْبٍ أو بِسَاطٍ أو دِرْهَمٍ وَدِينَارٍ وَفَلْسٍ وَإِنَاءٍ وَحَائِطٍ وَغَيْرِهَا اه فَيَنْبَغِي أَنْ يَكُونَ حَرَامًا لَا مَكْرُوهًا إنْ ثَبَتَ الْإِجْمَاعُ أو قَطْعِيَّةُ الدَّلِيلِ لِتَوَاتُرِهِ ---------- (البحر الرائق شرح كنز الدقائق ج 2 ص 29 زين الدين ابن نجيم الحنفي سنة الولادة 926هـ/ سنة الوفاة 970هـ الناشر دار المعرفة مكان النشر بيروت)

[48] - الطحطاوي على الدر المختار 1 / 273 ، والأم للشافعي ، (القاهرة ، مكتبة الكليات الأزهرية ، 1381 هـ) 6 / 182،والزواجر عن اقتراف الكبائر لابن حجر الهيثمي الشافعي 2 / 282 ، والإنصاف في معرفة الراجح من الخلاف للمرداوي ، الحنبلي ، (القاهرة ، مطبعة أنصار السنة) 1 / 474

لأنها لاتعبد)أي هذه المذكورات وحينئذ فلا يحصل التشبه[49]

*وَاسْتَثْنَى لَعِبَ الْبَنَاتِ لِأَنَّ عَائِشَةَ كَانَتْ تَلْعَبُ بِهَا عِنْدَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَحِكْمَتُهُ تَدْرِيبُهُنَّ أَمْرَ التَّرْبِيَةِ –الشَّرْحُ –قَوْلُهُ وَيَحْرُمُ التَّصْوِيرُ لِلْحَيَوَانِ أَيْ وَإِنْ لَمْ يَرِمْثْلَهُ كَإِنْسَانٍ لَهُ جَنَاحٌ قَالَ الْمُتَوَلِّي وَلَوْ بِلَا رَأْسٍ ا هـ وَيَحْرُمُ عَلَيْهِ أَنْ يُصَوِّرَ وَجْهَ إنْسَانٍ بِلَا بَدَنٍ .وَقَوْلُهُ قَالَ الْمُتَوَلِّي وَلَوْ بِلَارَأْسٍ أَشَارَ إلَى تَصْحِيحِهِ (قَوْلُهُ وَاسْتَثْنَى لَعِبَ الْبَنَاتِ إلَخْ) وَنَقَلَ الْقَاضِي عِيَاضٌ جَوَازَهُ عَنْ الْعُلَمَاءِ وَتَابَعَهُ فِي شَرْحِ مُسْلِمٍ [50]

*وفي صورة حيوان لم يشاهد مثله كإنسان له جناح طائر وطائرله وجه إنسان وجهان:أحدهما: قول القاضي أبي حامد: لا يحرم.والثاني – وبه جزم المتولي –: المنع، ولا فرق بين أن يكون للصورة بروز وظل أو لا، وخصه بعضهم بما إذا كان له بروز، وقال في (شرح مسلم): أجمعوا على منع

---

49 - رد المحتار على "الدر المختار : شرح تنوير الابصار"ج 5 ص 46 المؤلف : ابن عابدين ، محمد أمين بن عمر (المتوفى : 1252هـ)

50 - أسنى المطالب شرح روض الطالب ج 15 ص 421 المؤلف : زكريا بن محمد بن زكريا الأنصاري ، زين الدين أبو يحيى السنيكي (المتوفى : 926هـ)] هو شرح لكتاب روض الطالب لابن المقري اليمني إسماعيل بن أبي بكر (المتوفى : 837 هـ)

ما كان له ظل، ووجوب تغييره، وحيث قلنا: لا يحرم .. فهو مكروه.وتستثنى لعب البنات؛ لما روى مسلم [2440] عن عائشة رضي الله عنها: أنها كانت تلعب بهن عند رسول الله صلي الله عليه وسلم، ونقل القاضي عياض جوازه[51]

☆بغیر سر کی تصویریں بھی اس حکم سے خارج ہیں، فقہاءنے توان کو تصویر سے ہی خارج کر دیاہے کہ وہ محض نقوش ہیں، یعنی ان پر تصویر کا اطلاق ہی نہیں ہوتا:

قوله وكذا إن قطع رأسها قال الكوهكيلوني وكذا حكم ما صور بلا رأس وأما الرءوس بلا أبدان فهل تحرم فيه تردد والحرمة أرجح ا هـ هو وجهان في الحاوي وبناهما على أنه هل يجوز تصوير حيوان لا نظير له إن جوزناه جاز ذلك وإلا فلا وهو الصحيح ويشمله قولهم ويحرم تصوير حيوان قوله فلا ينهاهم عنه لأنه مجتهد فيه شمل كلامه ما إذا كان المدعو هو القاضي أو من نصب لإقامة الحدود وهو يرى الحد فيه قوله فإن أصر وأخرج وجوبا شمل ما لو بسط على فراش الحرير شيئا وجلس عليه قوله كأن كان ليلا وخاف أو خاف من سطوة صاحب الدعوة قوله ويحرم التصوير للحيوان أي

---

51 ـالنجم الوهاج في شرح المنهاج ج7ص 382المؤلف: كمال الدين،محمدبن موسى بن عيسى بن علي الدَّمِيري أبوالبقاءالشافعي(ت ٨٠٨هـ)الناشر: دار المنهاج (جدة)المحقق: لجنة علمية الطبعة: الأولى، ١٤٢٥هـ - ٢٠٠٤م

وإن لم یر مثله كإنسان له جناح قال المتولي ولو بلا رأس ا ه ويحرم عليه أن يصور وجه إنسان بلا بدن وقوله قال المتولي ولو بلا رأس أشار إلى تصحيحه قوله واستثنى لعب البنات إلخ ونقل القاضي عياض جوازه عن العلماء وتابعه في شرح مسلم [52]

فقہاء حنفیہ بھی کسی ایک حصہ کے فوٹو کو تصویر کے دائرے سے خارج مانتے ہیں، اور اس کو محض نقش قرار دیتے ہیں، بلکہ پورا جسم موجود ہو اور صرف سر نہ ہو وہ بھی ان کے نزدیک تصویر کے دائرے سے سے نکل جاتا ہے:

علامہ کاسانیؒ فرماتے ہیں:

لانها بالقطع خرجت من ان تكون تماثيل و التحقت بالنقوش والدليل عليها ماروى من نحو وجه الطير الذى كان فى ترسه عليه السلام"[53]

ترجمہ: سر کو کاٹنے کے بعد وہ تصویر کے دائرے سے نکل کر نقوش کے زمرے میں شامل ہو جاتا ہے، اور اس کی دلیل وہ روایت ہے جس میں ہے کہ حضور ﷺ کے ڈھال میں پرندہ کے چہرے کا نقش تھا۔

---

[52] - حاشية أبي العباس أحمد الرملي الأنصاري بهامش نسخته شرح الروض ج 3 ص 226 الناشر: دار الكتاب الإسلامي

[53] - بدائع، مکروہات الصلوٰۃ ج/۱ص/۱۲۶

امام طحاویؒ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں:

"الصورة الراس فكل شئى ليس لہ رأس فليس بصورة"[54]

ترجمہ: صورت تو راس ہے پس ہر وہ چیز جس کا سر نہ ہوں وہ صورت نہیں ہے۔

حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے:

" الصورة الرأس فاذا قطع الرأس فلاصورة "[55]

ترجمہ: صورت تو سر ہے سر کٹ جانے کے بعد صورت نہیں رہتی۔

احمد بن حجاج بیان کرتے ہیں:

"قلت لابى عبد الله اليس الصورة ذا يداورجل فقال عكرمۃ كل شئى لہ رأس فهوصورة"[56]

ترجمہ: میں نے ابو عبد اللہ سے پوچھا کہ کیا ہاتھ پاؤں والی چیز تصویر نہیں ہے تو عکرمہ نے کہا کہ جس چیز کا سر ہو وہی تصویر ہے۔

---

54 - شرح معانی الآثار للطحاوی ج/۲ ص/۳۶۶

55 - سنن البيهقي الكبرى ج 7 ص 270 حديث نمبر :14357 المؤلف : أحمد بن الحسين بن علي بن موسى أبو بكر البيهقي الناشر : مكتبة دار الباز – مكة المكرمة ، 1414 – 1994 تحقيق : محمد عبد القادر عطا عدد الأجزاء : 10

56 - اتحاف السعادۃ ج/۷ ص/۳۶۶

☆بہت چھوٹی تصویر جو دور سے صاف نظر نہ آتی ہو، غور کرنے سے سمجھ میں آتی ہو، جمہور کے یہاں اس کے استعمال کی بھی گنجائش ہے چھوٹی اور بڑی کی تفصیلات بھی کتب فقہ میں موجود ہیں:

فَأَمَّا إذَا كَانَتْ صَغِيرَةً لَاتَبْدُو لِلنَّاظِرِ مِنْ بَعِيدٍ فَلَا بَأْسَ بِهِ ؛ لِأَنَّ مَنْ يَعْبُدُ الصَّنَمَ لَا يَعْبُدُ الصَّغِيرَ مِنْهَا جِدًّا ، وَقَدْ رُوِيَ أَنَّهُ كَانَ عَلَى خَاتَمِ أَبِي مُوسَى ذُبَابَتَانِ .وَرُوِيَ أَنَّهُ لَمَّا وُجِدَ خَاتَمُ دَانْيَالَ عَلَى عَهْدِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كَانَ عَلَى فَصِّهِ أَسَدَانِ بَيْنَهُمَا رَجُلٌ يَلْحَسَانِهِ ، وَيُحْتَمَلُ أَنْ يَكُونَ ذَلِكَ فِي ابْتِدَاءِ حَالِهِ ، أَوْ لِأَنَّ التِّمْثَالَ فِي شَرِيعَةِ مَنْ قَبْلَنَا كَانَ حَلَالًا ،قَالَ اللَّهُ – تَعَالَى – فِي قِصَّةِ سُلَيْمَانَ : { يَعْمَلُونَ لَهُ مَا يَشَاءُ مِنْ مَحَارِيبَ وَتَمَاثِيلَ } ، ثُمَّ مَا ذَكَرْنَا مِنْ الْكَرَاهَةِ فِي صُورَةِ الْحَيَوَانِ[57]

*(قوله التي لا تبدو للناظر على بعد) لم يبين هنا حد البعد ويفسره ما في المنية وشرحها بحيث لا تبدو للناظر إذا كان

[57] - بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع ج 1 ص 354 تأليف: علاء الدين أبو بكر بن مسعود الكاساني الحنفي 587ھ دار الكتب العلمية – بيروت – لبنان

قائما وهي على الأرض أي لا تتبين أعضاؤها[58]

تصویر کے استعمال اور تصویر کے بنانے میں فرق

گو کہ یہ حکم تصویر کے استعمال کا ہے ،جمہور فقہاء نے تصویر کے استعمال اور تصویر کے بنانے میں فرق کیا ہے،ان کے نزدیک جن تصویروں کے استعمال کی اجازت دی گئی ہے ،بنانا ان کا بھی ناجائز ہے ظاہر ہے کہ اس کا صحیح اطلاق اس وقت ہو گا کہ جب تصویریں مکمل ہوں:

"قال اصحابنا وغيرهم من العلماء تصوير صورة الحيوان حرام شديد اشد التحريم وهو من الكبائر لانہ توعد عليہ بهذا الوعيد الشديد المذكور فى الاحاديث وسواء صنعہ بما يمتهن او بغيره فصنعتہ حرام بكل حال لان فيہ مضاهات بخلق الله تعالى وسواء ماكان فى ثوب و بساط او درهم او دينار او فلس او اناء او حائط او غيرها اما تصويرصورة الشجر ورحال الابل وغير ذلک مما ليس فيہ صورة حيوان فليس بحرام هذا حكم نفس التصوير"[59]

ترجمہ: ہمارے علماء اور دیگر فقہاء نے فرمایا ہے کہ جاندار کی تصویر

---

58 - البحر الرائق شرح كنز الدقائق ج 4 ص 151 المؤلف : زين الدين بن إبراهيم بن نجيم ، المعروف بابن نجيم المصري (المتوفى : 970هـ)

59 - نووی مع مسلم ج/۲ص/۱۹۹

سازی سخت حرام ہے، اور وہ کبیرہ گناہوں میں سے ہے، اس لئے اس پر احادیث میں شدید وعید وارد ہوئی ہے، خواہ ایسی چیز کی تصویر بنائے جو عادۃً ذلیل اور پامال رکھی جاتی ہو یا کسی اور چیز کی، ہر حال میں اس کا بنانا حرام ہے، اس لئے کہ اس میں حق تعالی کی صفت خلق کی نقل اتارنا ہے، اور چاہے تصویر کپڑے پر ہو یا فرش پر یا درہم و دینار یا پیسہ پر ہو یا برتن اور در و دیوار وغیرہ پر، لیکن درختوں، اونٹ کے کجاوے وغیرہ بے روح چیزوں کی تصویر بنانا حرام نہیں ہے، یہ تصویر بنانے کا حکم ہے۔

علامہ شامیؒ لکھتے ہیں:

"فان ظاهره ان مالا يؤثر كراهة فى الصلوٰة لايكره ابقاءه، وفيه هذا كله فى اقتناء الصورة واما فعل التصوير فهو غير جائز مطلقاً"60

ترجمہ: ظاہر یہ ہے کہ جو تصویر کراہت نماز میں مؤثر نہیں اس کو باقی رکھنے میں کراہت نہیں ہے، یہ سب اس وقت ہے جبکہ تصویر نظر نہ آتی ہو، رہا عمل تصویر تو وہ کسی صورت میں جائز نہیں ہے۔

---

60 ۔رد المحتار ج/۱ ص/۶۷۷ تا ۶۷۹

مجتہد فیہ مسئلہ میں اختلاف رائے کی گنجائش

اس تفصیل سے ظاہر ہوتا ہے کہ اصولی طور پر تصویر کی حرمت کا مسئلہ سلف میں متفق علیہ ہونے کے باوجود اس کی تمام جزئیات میں اتفاق نہیں ہے، خود ائمۂ اربعہ کے درمیان اس میں اختلاف پایا جاتا ہے، اس لئے تصویر کی حرمت نصوص صحیحہ ثابتہ کی بنیاد پر قطعی بھی ہو تو اس کے مصداق اور محل تطبیق کا مسئلہ ظنی اور مجتہد فیہ ضرور ہے ،اوراس کی بہت سی شکلوں کے بارے میں دورائے کی گنجائش بہر حال موجود ہے ، اگر ایک اجتہاد کسی چیز کو تصویر ممنوع کے دائرے میں داخل کرتا ہے اور دوسرا نہیں تو دونوں میں سے کسی کو شرعی طور پر باطل یا مستحق ملامت قرار نہیں دیا جاسکتا کہ مجتہد فیہ مسئلہ میں اختلاف کی گنجائش موجود ہوتی ہے۔

موجودہ دور میں ڈیجیٹل تصویر

موجودہ دور میں ڈیجیٹل تصویر کا مسئلہ بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے، کیا اس پر ممنوعہ تصویر کا اطلاق ہوگا یا نہیں؟ اس سلسلے میں دورائے پائی جاتی ہے:

قدیم سادہ کیمرہ کی طرح یہ بھی ایک تصویر ہے-ایک رائے

(ا) برصغیر کے زیادہ تر علماء کا خیال یہ ہے کہ قدیم سادہ کیمرہ والی تصویر کی طرح یہ بھی ایک تصویر ہی ہے، فرق یہ ہے کہ پہلے تصویریں کاغذ، کپڑا یا ریل میں محفوظ کی جاتی تھیں اوراب ان کی جگہ موبائل یا کمپیوٹر اسکرین نے لے لی ہے اور کاغذ پر پرنٹ کرنے

کے بجائے کمپیوٹر سکرین پر ہی اسے دیکھا جاتا ہے اور اب اسکرین ہی کاغذ کا قائم مقام بن گیا ہے، اس لئے اس تصویر کو بھی حرام قرار دیا جائے گا، کیونکہ تصویر کی خصوصیت "دوام واستقرار" اس میں موجود ہے، اس طرح تصویر کا وجود عکس کے بجائے مستقل بالذات ہو جاتا ہے، البتہ یہ استقلال واستقرار کاغذ کے بجائے جدید میڈیا کی شکل میں ہوتا ہے، دوام اور ثبوت کو صرف کاغذ، ریل، نیگیٹو اور کپڑے میں منحصر سمجھنا درست نہیں ،یہ صرف طریقۂ کار کی تبدیلی اور تمدن کے ترقی یافتہ ہونے کا فرق ہے، تصویر کی حرمت کو اس بات سے مشروط کرنا کہ وہ کاغذ پر یا سادہ انداز میں موجود ہو، مناسب نہیں بلکہ میڈیا کی کسی بھی صورت میں اس کا مستقل وجود، چاہے وہ کمپیوٹر ڈاٹا کی شکل میں ہو، اپنی تصویری خصوصیت وحکمتِ ممانعت کے باعث قابل گرفت ہے، البتہ ٹی وی یا چینلوں کی ایسی نشریات جن کو محفوظ نہیں کیا جاتا، ان کے بارے میں عکس کی اس توجیہ میں وزن موجود ہے کیونکہ وہ مستقل بالذات قائم نہیں رہتیں، لیکن ڈیجیٹل کیمرے اور ویڈیو فلم والی تصویر کو براہِ راست نہ سہی تو کم از کم سد ذریعہ کے طور پر حرام ہونا چاہئے کیونکہ ایسی تصویر میں شرک کا نکتہ آغاز بننے یا نحوست پیدا کرنے کی صلاحیت موجود ہوتی ہے۔

ڈیجیٹل تصویر حقیقتاً تصویر نہیں ہے- دوسری رائے

جب کہ علماء محققین کی دوسری جماعت جس میں حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم جیسے عہد حاضر کے اکابر علماء موجود ہیں، کی رائے یہ ہے کہ ڈیجیٹل

تصویر ممنوعہ تصویر نہیں ہے ،اس پر تصویر کی فقہی تعریف صادق نہیں آتی ، یہ محض ایک نشریاتی عکس اور حبس الظل ہے جب تک کہ کاغذ پر پرنٹ نہ ہو جائے ، اسی طرح ڈیجیٹل کیمرہ سے جو ویڈیو تیار کی جاتی ہے اس میں بھی حقیقی طور پر کوئی تصویر موجود نہیں ہوتی بلکہ برقی ذرات کی شکل میں محفوظ ہوتی ہے، اس بنا پر اس کو بھی حرام قرار نہیں دیا جاسکتا، ان علماء کے پیش نظر عکس اور تصویر کا باہمی فرق ہے، عکس اور تصویر میں بنیادی فرق یہ ہے کہ عکس کا وجود اصل پر قائم ہوتا ہے اور اصل کے ختم ہو جانے سے عکس بھی جاتا رہتا ہے، لیکن جب کوئی تصویر کاغذ پر منتقل ہو جائے تو وہ ثبوت اور دوام اختیار کر جاتی ہے، اس لئے وہ حرام ہے۔

ڈیجیٹل کیمرہ کو قدیم سادہ کیمرہ پر قیاس کرنا صحیح نہیں

اس کو قدیم سادہ کیمرہ والی تصویر پر قیاس کرنا صحیح نہیں ہے ،اس لئے کہ وہ نیگیٹو اور ریل والا کیمرہ تھا، اور نگیٹو اور ریل میں تصاویر مکمل اعضاء کے ساتھ محفوظ ہوتی تھیں ،اور دھیان سے دیکھنے پر نظر بھی آتی تھیں ، البتہ صاف نظر نہیں آتیں، اس لئے ان کے تصویر ہونے کا انکار نہیں کیا جاسکتا تھا، لیکن موجودہ ڈیجیٹل کیمرے میں اعضاء کی تصویر کے بجائے اعداد و شمار کی شکل میں کروڑوں کی تعداد میں تیار ہوتے ہیں، جو نا قابل دید ہوتے ہیں، کسی خوردبین کی مدد سے بھی ان کو دیکھنا ممکن نہیں ہے ، اور پھر وہ برقی ذرات کی صورت میں جب ایک خاص ترتیب سے اسکرین پر نمودار ہوتے ہیں اور ایک

تیز رفتار تسلسل سے آتے ہیں تو ڈیجیٹل تصویر بن جاتی ہے، اور جب یہ برقی شعائیں بند ہو جاتی ہیں، اسکرین سے تصویر یا ویڈیو غائب ہو جاتا ہے، اس میں کسی لمحہ قرار و استقرار قائم نہیں ہو پاتا، اس لئے اس پر تصویر کی تعریف صادق نہیں آتی۔

☆فقہاء نے لکھاہے کہ اگر کسی جاندار کے کسی ایک عضو کا نقش بنایا جائے، تو وہ تصویر کے بجائے نقش ہے، اور ممنوعہ تصویر کے دائرے میں داخل نہیں ہے، فقہاء مالکیہ اور حنابلہ کے یہاں تو نامکمل تصویر تصویر ہی نہیں ہے بشرطیکہ ایسا عضو مفقود ہو جس کے بغیر زندگی کا تصور نہیں کیا جاسکتا، جس کی تفصیل پیچھے گذر چکی ہے، فقہاء حنفیہ بھی کسی ایک حصہ کے فوٹو کو تصویر کے دائرے سے خارج مانتے ہیں، اور اس کو محض نقش قرار دیتے ہیں [61] جب کہ ڈیجیٹل کیمرہ میں کسی ایک عضو کا نہیں بلکہ عضو کے کروڑویں حصہ کا عکس اعداد و شمار کی شکل میں تیار ہوتا ہے۔ اس طرح برقی شعاعوں کے ذریعہ جو لاکھوں اور کروڑوں ذرات اور نقطے تیار کئے جاتے ہیں وہ فقہاء کے ضابطہ کے مطابق تصویر ہی نہیں ہیں، بلکہ محض برقی نقطے اور نقوش ہیں، اور یہی شعائیں اسکرین تک پہونچتی ہیں تو تصویر بن جاتی ہے، لیکن وہ اسکرین پر قائم و ثابت نہیں رہتیں، بلکہ اسی لمحہ فنا ہو جاتی ہیں اور جس مقام پر یہ نقطے اور اعداد محفوظ ہیں ان پر تصویر کا اطلاق نہیں ہو سکتا، اس حقیر کی ذاتی رائے بھی اسی کے مطابق ہے۔

---

61 - بدائع، مکروہات الصلوٰۃ ج/ ا ص/ ۱۶۶

حضرت اقدس مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب کی فتاویٰ عثمانی میں اس موضوع پر ایک مفصل علمی و تحقیقی فتویٰ موجود ہے، جس میں مختلف ماہرین کی تحقیقات کی روشنی میں ثابت کیا گیا ہے کہ تصویر کی بنیادی شرط "استقرار و قیام" ڈیجیٹل کیمرہ میں مفقود ہے ، اس لئے اس پر فقہی طور پر تصویر کا اطلاق نہیں ہو سکتا، اس مفصل فتویٰ سے استفادہ کرتے ہوئے ہم اس کے چند اقتباسات پیش کرتے ہیں:

> "سادہ کیمرہ کی تصویر بلاشبہ حرام تصویر کے حکم میں ہے لیکن ڈیجیٹل کیمرہ کا منظر حرام تصویر کے حکم میں نہیں ہے ،ڈیجیٹل نظام کے ذریعہ اسکرین پر نمودار ہونے والی شکل وصورت اور سادہ کیمرہ کے ذریعہ ریل میں حاصل شدہ فلم یا کاغذ وغیرہ پر پرنٹ شدہ تصویر کے درمیان پائے جانے والے اس فرق کو ماہرین فن نے بھی اپنی اپنی کتاب میں بیان کیا ہے، کمپیوٹر کی دنیا کا ایک معروف مصنف مارشل برین نے اپنی کتاب "How Stuff works" میں سادہ کیمرہ اور ڈیجیٹل کیمرہ کے ذریعہ حاصل کردہ عکس کے درمیان کے فرق کو درج ذیل الفاظ میں بیان کیا ہے:

ڈیجیٹل کیمرے کس طرح کام کرتے ہیں

(ترجمہ): ایک ڈیجیٹل کیمرا، کیمکارڈر یا ویب کیم سب ایک ہی طرح

سے کام کرتے ہیں،یہ روشنی کو برقی سگنلز (ذرات)میں تبدیل کرکے ان کوریکارڈ کرتے ہیں،ایک ڈیجیٹل کیمرامیں برقی ذرات "Flash memory " (فوری یادداشت)یاڈسک (سی ڈی ،فلاپی یاہارڈڈسک وغیرہ)پرریکارڈہوتے ہیں،کیمکارڈرمیں برقی ذرات کو ۳۰ فریم فی سیکنڈ کی رفتار سے ایک ویڈیو ٹیپ پر ریکارڈ کیاجاتاہے ،جب کہ ایک ویب کیم میں وہ ایک فائل میں ویب پیج کے واسطے سے ریکارڈہوجاتے ہیں۔

اگرہم بہت ہی بنیادی سطح پر جاکر دیکھیں توڈیجیٹل کیمراایک ایسا آلہ ہے جو اشیاء سے منعکس ہوکر آنے والی روشنی کو ماپتاہےاوران معلومات کوایک طے شدہ اسلوب (یعنی معیاری برقی اعدادوشمار کی شکل)میں تبدیل کرکے ایک ڈیجیٹل فائل میں منتقل کرتاہے،زیادہ تر ڈیجیٹل کیمرے JPEG یا TIFF فائلز کو درج ذیل مدارج سے گزرتے ہوئے بناتے ہیں:

(۱)روشنی کوکسی منظر سے حساس چپ(Sensor)پرمرکوزکرنا۔

(۲)حساس چپ پر مرکوزاورپیمائش شدہ روشنی کوبرقی اشاروں میں تبدیل کرنا۔

(۳)متسلسل معلومات (analog information) کو ڈیجیٹل معلومات (شماعی اعداد و شمار کی شکل) میں تبدیل کرنا۔

(۴)حاصل شدہ ڈیجیٹل معلومات کو شماعی اعداد و شمار کی شکل میں مناسب طور پر ذخیرہ کرنا۔

روشنی کا احاطہ

ایک ڈیجیٹل کیمرہ روشنی کو اس طرح مرکوز کرتا ہے جس طرح ایک فلم کیمرا کرتا ہے ،یعنی بہت سے لگاتار ہندسوں کی مدد سے ، لیکن دونوں میں بنیادی فرق یہ ہے کہ ایک فلم کیمرا عکس کو پکڑنے اور گھیرنے کے لئے کیمیکل طریق کار کو استعمال کرتا ہے، اور کیمیائی طور پر تیار شدہ فلم (سیلولائڈ) پر عکس کو پکڑلیتاہے ، جبکہ ڈیجیٹل کیمرا (جس میں فلم نہیں ہوتی ہے اور نہ نفس عکس کسی چپ وغیرہ میں مقید و محفوظ ہو سکتاہے، اس لئے ڈیجیٹل کیمرہ عکس کو گھیر کر پکڑنے کے بجائے)روشنی کو ایک حساس آلہ (Sensor) پر مرکوز کرتاہے،(عکس کو سینسر کرنے والا یہ آلہ عکس کی تفصیل کو پڑھتاہے ،اوراس کے مطابق معلومات شماعی اعداد و شمار "۰۱" کی شکل میں سی ڈی وغیرہ میں ریکارڈ کرتا ہے)زیادہ تر ڈیجیٹل کیمروں

میں (عکس بندی کے لئے)معیاری حساس ٹیکنالوجی (CCD) یعنی Charge coupled-device استعمال کی جاتی ہے، (CCD) روشنی سے متأثر ہونے والے انتہائی چھوٹے چھوٹے حساس ذرات (Diodes) کا مجموعہ ہوتا ہے جو روشنی کو برقی رومیں تبدیل کرتا ہے ،ہر ذرہ روشنی کے معاملہ میں انتہائی حساس ہوتا ہے ،اور جتنی زیادہ تیزروشنی کسی ذرہ پر پڑتی ہے،اتناہی زیادہ برقی چارج اس پر جمع ہوتاہے ، CCDپر Diodes کی تعداد سے اس جگہ کے روشن ہونے کی صلاحیت ظاہر ہوتی ہے،اوراسی سے اس کے زیادہ سے زیادہ ریزولیشن(Resoulution)کاتعین ہوتاہے۔

اس سے اگلامرحلہ عکس میں موجود ہر سیل (برقی ذرہ) کی قدر کوپڑھنے کاہوتاہے،یعنی جمع شدہ برقی ذرات کی مقدار کے تعین کاہوتاہے،CCD میں تمام چارج کو ایک چپ سے گذار کراس کے دوسرے سرے پر جمع کیاجاتاہے،اوراس گوشہ میں موجودچارج کی مقدار کاتعین کیاجاتاہے ، یہاں پر analog (متسلسل) کرنٹ کو ڈیجیٹل (عددی) کرنٹ میں تبدیل کرنے کاآلہ (کنورٹر) بھی نصب ہوتاہے،آلہ A . D. C تمام پکسلز(شعاعی ذرات)کی قدر کو

ڈیجیٹل قدر میں تبدیل کر تاہے، A . D. C ایک مصنوعی اور پیچیدہ پرزہ ہے، لیکن اس کا بنیادی تصور بہت سادہ ہے،CCD پر روشنی کو برقی سگنلز (اشاروں)میں تبدیل کرنے والے ڈایوز کو آپ ایک بالٹی سے تشبیہ دے سکتے ہیں ،اوراس پر پڑنے والی روشنی کی مقدار کو بارش کے قطروں سے ،جونہی بارش ہوتی ہے مختلف جگہوں پر رکھی گئی بالٹیاں بلحاظ بارش پانی جمع کر لیتی ہیں ،کچھ بالٹیوں میں دوسروں کی نسبت زیادہ پانی ہو تاہے ،اسی طرح CCD میں روشنی کی مقدار کم وزیادہ ہوتی ہے،جو عکس کے زیادہ روشن اور تاریک منظر کی عکاسی کر تاہے،A . D. C یکے بعد دیگرے ہر بالٹی میں موجود پانی کی مقدار کو ماپتاہے ،پھر معلومات کو شعاعی اعدادوشمار(0.1)کی شکل میں ریکارڈ کرلیتاہے ،سادہ ترین ڈیجیٹل عکس (منظر) بھی اس قسم کی ہزاروں بالٹیوں پر مشتمل ہو تاہے جبکہ بہترین ڈیجیٹل کیمرہ وہ ہے جس میں CCD پر لاکھوں کی تعداد میں ڈایوڈز ہوں "(صفحہ نمبر ۱۸۲تا۱۸۴)

ویکی پیڈیاانسائیکلوپیڈیامیں ہے:

ترجمہ: جب آپ ڈیجیٹل عکس پر کام کرتے ہیں، مثلاً ڈیجیٹل فوٹو گرافی پر تو دراصل پکسل (Pixels) کے ساتھ کام کر رہے ہوتے ہیں، پکسل (یا"Picture element") کسی کمپیوٹر کے مناظر یا عکس کی انتہائی چھوٹی اکائی ہے، آپ کے کمپیوٹر اسکرین پر جو بھی عکس نظر آتا ہے وہ پکسل کے رنگین برقی رو کا مجموعہ ہے، آپ کا ڈیجیٹل کیمرہ پکسلز کو محفوظ کرتا ہے، آپ کا اسکینر کسی چیز پر طبعی طور پر قائم و پائیدار عکس کو پکسل میں منتقل کرتا ہے، آپ کا فوٹو ایڈیٹنگ سافٹ ویر (فوٹو کو قطع و برید کرکے ترتیب دینے والا سافٹ ویر) پکسل کو سلیقہ سے ترتیب دیتا ہے، آپ کا کمپیوٹر مونیٹر (کمپیوٹر اسکرین) پکسلز کو کمپیوٹر اسکرین پر رونما اور ظاہر کرتا ہے جب کہ آپ کا پرنٹر ان پکسلز کو کاغذ پر پینٹ (رنگ و روغن سے پائیدار) کرکے تصویر بنا دیتا ہے۔

ڈیجیٹل سسٹم سے ڈسک یا سی ڈی میں حاصل شدہ مناظر کی حقیقت

ہمارے نزدیک راجح یہ ہے کہ درحقیقت ڈیجیٹل نظام کے ذریعہ اسکرین پر نظر آنے والے جاندار مناظر نہ تو بعینہ تصاویر ہیں، اور نہ ہی بعینہ عکس اور سایہ، سایہ نہ ہونا تو تقریباً متفق علیہ ہے

،اور واضح ہے اس لئے یہاں تصاویر یا عکس نہ ہونے کی مختصر وضاحت پیش کی جاتی ہے: (ا) تصاویر اس لئے نہیں کہ تصویر کا اطلاق اس وقت ہوتا ہے جب کہ وہ کسی چیز پر پائیدار شکل میں نقش ہو، جبکہ ویڈیو کیسٹ، سی ڈی، فلاپی ڈسک، یو ایس بی، کمپیوٹر ہارڈ ڈسک وغیرہ میں جو کچھ ڈیٹا محفوظ ہوتا ہے وہ ڈیجیٹل کیمرہ میں نصب آلات(.C M O S chip یا C, C.D) اور(A . D. C) کی مدد سے کسی عکس کی شعاعوں سے حاصل شدہ کچھ انفارمیشن اور معلومات ہوتی ہیں اور یہ معلومات بھی تصویر کی شکل میں وہاں محفوظ نہیں ہوتیں ،بلکہ ڈیجیٹل اعداد و شمار (٠١) کی شکل میں اس طرح محفوظ ہیں کہ نہ ہم انہیں دیکھ سکتے ہیں اور نہ پڑھ سکتے ہیں، حتیٰ کہ کسی خوردبین سے بھی ان کو دیکھا نہیں جاسکتا، بلکہ اگر کسی آلہ کی مدد سے یہ اعداد نظر بھی آجائیں تو یہ سمجھنا ممکن نہیں ہوتا کہ یہ اعداد کس چیز کی نمائندگی کررہے ہیں ،لہٰذا ویڈیو کیسٹ یا سی ڈی وغیرہ میں محفوظ شدہ اعداد و شمار کا تصویر نہ ہونا تو بالکل واضح ہے،اور ویڈیو کیسٹ یا سی ڈی وغیرہ کو چلانے کے بعد اسکرین وغیرہ پر جو کچھ نظر آرہا ہے وہ بھی تصویر اس لئے نہیں ہے کہ وہ در حقیقت روشنی کی شعائیں (ریڈیائی

سگنلز، الیکٹریکل سگنلز، الیکٹرون بیم)ہیں جو ڈیجیٹل کیمرہ یاڈیجیٹل مشین میں موجود ایک مخصوص آلہ یا مخصوص چپ (Analog converter to Digital)کی مدد سے دیوار یا اسکرین وغیرہ پر ناپائیدار شکل میں ظاہر ہوتی ہے ،اور فوراً فنا ہو جاتی ہے،یعنی نقطوں کی شکل میں شعائیں کیمرہ میں نصب آلہ سے نکل کر اسی وقت اسکرین وغیرہ پر ظاہر ہو رہی ہیں ،اور اسی لمحہ فوراً فنا بھی ہو رہی ہے ،یہ شعائیں ایک لمحہ کے لئے بھی اسکرین یا پردہ وغیرہ پر بر قرار نہیں رہتیں ،یہ مناظر کاغذ وغیرہ پر پرنٹ ہونے سے پہلے اسکرین کی حد تک پائیدار شکل میں کہیں بھی منقش اور ثابت نہیں ہوتے، اور نہ انہیں کسی جگہ پر تصویر کی شکل میں قرار وثبات حاصل ہو تا ہے، اس لئے یہ مناظر تصویر کے حکم میں نہیں ہیں۔

آڈیو کیسٹ میں محفوظ صوتی لہروں کی تمثیل

شعاعی منظر کی معلومات سی ڈی یا چپس وغیرہ میں اسی طرح محفوظ ہیں ،جس طرح آڈیو کیسٹ میں مقناطیسی فیتے پر آوازوں کی صوتی لہریں محفوظ ہوتی ہیں ، جنہیں ہم کھلی آنکھوں سے نہیں دیکھ سکتے ،تاہم بوقت ضرورت جب کسی ٹیپ ریکارڈر یا آڈیو مشین میں

رکھ کر کیسٹ کو چلایا جاتا ہے، تو خاص آلہ کی مدد سے صوتی لہریں نکل رہی ہوتی ہیں، اور ریڈیو یا ٹیپ ریکارڈر میں موجود خاص آلہ سے ٹکرا کر سننے کے قابل ہو جاتی ہیں، لیکن ریڈیو یا ٹیپ ریکارڈر میں کہیں بھی قائم اور ثابت نہیں ہوتیں، بلکہ آلہ یا ٹیپ ریکارڈ رو غیرہ بند ہوتے ہی جب لہروں کا یہ سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے تو فوراً آواز بھی بند ہو جاتی ہے، جو کچھ ٹیپ ریکارڈر میں ہوتا ہے وہی کچھ یہاں بھی ہوتا ہے، فرق صرف آواز اور منظر کا ہے، یہاں بھی اسکرین پر نظر آنے والی شعاعیں بصری شعائیں ہیں، جو ہارڈ سک، سی ڈی یا چپس میں محفوظ معلومات کی مدد سے ڈیجیٹل کیمرہ یا ڈیجیٹل مشین میں نصب آلہ کی مدد سے شعاعی لہروں کی شکل میں نکل کر ایک لاکھ چھیاسی ہزار میل (تقریباً تین لاکھ کلو میٹر) فی سیکنڈ کی رفتار سے سفر کرتی ہوئی اسکرین پر ظاہر ہو رہی ہیں، اور ساتھ ساتھ فوراً ہی فنا ہوتی جا رہی ہیں، اور پیچھے سے اسی رفتار سے آنے والی نئی شعاعیں ان کی جگہ لیتی جا رہی ہیں، اور اسی طرح فنا بھی ہوتی جا رہی ہیں، حتی کہ ان شعاعوں کا کوئی ایک ذرہ کسی ایک لمحہ کے لئے بھی اسکرین پر پائیدار یا قائم نہیں رہتا، اسکرین پر شعائیں پڑنے اور فنا ہونے کا یہ

عمل اس قدر تیزی کے ساتھ مسلسل ہو رہا ہے کہ 1280X720 پکسلز (ذرات) پر مشتمل منظر ایک درمیانہ ریزولیشن والے مانیٹر (کمپیوٹر اسکرین) پر فی سیکنڈ ایک کروڑ ترانوے لاکھ نوے ہزار بائٹ کے ساتھ (60) فریم بنتے اور ٹوٹتے ہیں (19.39Mbps) جو اسکرین پر نمودار ہونے والے اور فنا ہونے والے انہی شعاعی ذرات کے اربہا نقطوں پر مشتمل ہوتے ہیں، اسی تیز رفتاری کی وجہ سے مناظر اور شکلیں اسکرین پر حرکت کرتی ہوئی نظر آتی ہیں (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: مارشل برین کی کتاب "How Stuff Works" صفحہ نمبر 136، 195)[62]

دیوار پر پڑنے والی شمسی شعاؤں کی تمثیل

اس کی ایک تمثیل سورج سے نکلنے والی شعاع سے دی جاسکتی ہے جو کسی سوراخ سے نکل کر کمرہ کی کسی دیوار پر پڑتی ہو اور اس سے کوئی منظر تیار ہوتا ہو، تو ظاہر ہے کہ اس کی کوئی کرن دیوار پر قائم و دائم نہیں رہتی بلکہ سورج سے نکلنے والی لاکھوں کروڑی کی تعداد میں کرنوں کا تسلسل ہے جو دیوار پر ہمیں ایک قائم منظر کی شکل میں نظر آتا ہے،

---

62 - فتاوی عثمانی ج ۴ ص ۳۶۲ تا ۳۹۵ مجموعۂ فتاویٰ حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم، مرتب: مولانا محمد زبیر حق نواز، مکتبہ معارف القرآن کراچی، صفر ۱۴۳۸ھ مطابق نومبر ۲۰۱۶ء

جبکہ حقیقت میں اس کی کوئی کرن قائم نہیں ہوتی۔

قدیم تصور پر نظر ثانی کی ضرورت

حاصل یہ ہے کہ ڈیجیٹل نظام کے ذریعہ اسکرین پر نظر آنے والی شکل میں تصویر کی بنیادی شرط "استقرار ودوام" موجود نہیں ہے، اس لئے یہ مناظر شرعاً تصویر میں داخل نہیں ہے، بلکہ عکس کے زیادہ قریب ہے، کہ جس طرح عکس دوسرے کے ذریعہ قائم ہوتا ہے، اسی طرح اسکرین پر نظر آنے والا منظر بھی دوسرے کے ذریعہ قائم ہوتا ہے، ایسا کبھی نہیں ہو سکتا کہ مشین بند کرنے کے بعد بھی کوئی منظر یا تصویر اسکرین یا پردہ پر چپک کر رہ جائے، بلکہ اس کا وجود بھی فنا ہو جاتا ہے اب اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ اس میں انسانی عمل کا دخل ہے یا نہیں، اور لوگ اسے تصویر سمجھتے ہیں یا عکس؟ جب کسی شے کی حقیقت ہی مختلف ہو تو لوگوں کے تصورات یا غلط فہمیوں سے حکم پر کوئی فرق نہیں پڑے گا اور نہ انسانی عمل دخل اس میں مؤثر ہو سکتا ہے اس لئے کہ عمل تو آئینہ میں عکس پیدا کرنے کے لئے بھی کرنا پڑتا ہے، فتاویٰ عثمانی میں اس سلسلے کے تمام بنیادی شکوک وشبہات کا ازالہ کیا گیا ہے، اور بہت عمدہ تحقیقات پیش کی گئی ہیں، ڈیجیٹل تصویر کے بارے میں اب تک کا جو عام تصور ہے وہ دراصل سادہ کیمرے کے تصور پر مبنی ہے، اور اسی بنا پر اس کو اب تک ناجائز قرار دیا جاتا رہا، لیکن میرے خیال میں اس تحقیق کے بعد اب اس پر نظر ثانی کی ضرورت ہے، سادہ کیمرہ اور ڈیجیٹل کیمرہ دونوں الگ الگ

چیزیں ہیں ،ڈیجیٹل کیمرہ سے لی جانے والی تصاویر فقہی اصطلاحی میں تصاویر نہیں ہیں ،اس لئے ان پر حرمت کا اطلاق نہیں ہو سکتا، البتہ احتیاط یہ ہے کہ موقعۂ ضرورت ہی میں اس کا استعمال کیا جائے تاکہ اسراف اوراخلاقی بحران کی کیفیت پیدا نہ ہو اور خروج عن الخلاف بھی ممکن حد تک ہو جائے، واللہ اعلم بالصواب

اسکولوں اور تعلیمی اداروں میں ویڈیو کے ذریعہ تعلیم

سوال :- تعلیم انسان کی بنیادی ضرورت ہے ، آج کل بہت سے اسکولوں اور تعلیمی اداروں میں بچوں کو اسکرین پر ریکارڈ شدہ مواد ویڈیو کی شکل میں پڑھایا جاتا ہے، جس میں آدمی، جانور، اوراشیاء کی تصویریں ہوتی ہیں، کیا تعلیم کے لئے اس ذریعہ کا استعمال کیا جاسکتا ہے؟

جواب: بلاشبہ تعلیم ایک بنیادی ضرورت ہے ،اور چھوٹے بچوں کو تصاویر کی مدد سے تفہیم میں آسانی ہوتی ہے ، بچوں کی تعلیم وتربیت کے لئے اس کی گنجائش ہے ، احادیث سے اس کا ثبوت ملتا ہے ، نابالغ بچوں کے لئے گڑیوں کے استعمال کی اجازت دی گئی ہے ، حضرت عائشہؓ کے پاس ایسے بہت سے گڑیے موجود تھے ، اور حضور ﷺ نے اس پر نکیر نہیں فرمائی اس لئے کہ وہ ان کے کھیلنے کی عمر تھی، فقہاء نے اس کی توجیہ تعلیم و تربیت سے کی ہے ، بعض فقہاء نے گڑیوں کی اجازت صرف نابالغ بچوں کو دی ہے ، لیکن

حضرت عائشہؓ کے پاس جس دور میں یہ گڑیاں تھیں وہ حضور ﷺ کے غزوۂ تبوک سے واپسی کا موقعہ تھا، جب حضرت عائشہؓ بلاشبہ عاقلہ بالغہ تھیں، حضرت عائشہؓ خیبر میں ہی چودہ (۱۴) سال کی ہو گئی تھیں[63]۔

وَاسْتَثْنَى لَعِبَ الْبَنَاتِ لِأَنَّ عَائِشَةَ كَانَتْ تَلْعَبُ بِهَا عِنْدَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَحِكْمَتُهُ تَدْرِيبُهُنَّ أَمْرَ التَّرْبِيَةِ –الشَّرْحُ –قَوْلُهُ وَيَحْرُمُ التَّصْوِيرُ لِلْحَيَوَانِ أَيْ وَإِنْ لَمْ يَرَ مِثْلَهُ كَإِنْسَانٍ لَهُ جَنَاحٌ قَالَ الْمُتَوَلِّي وَلَوْ بِلَا رَأْسٍ ا ه وَيَحْرُمُ عَلَيْهِ أَنْ يُصَوِّرَ وَجْهَ إنْسَانٍ بِلَا بَدَنٍ .وَقَوْلُهُ قَالَ الْمُتَوَلِّي وَلَوْبِلَا رَأْسٍ أَشَارَ إلَى تَصْحِيحِهِ (قَوْلُهُ وَاسْتَثْنَى لَعِبَ الْبَنَاتِ إلَخْ) وَنَقَلَ الْقَاضِي عِيَاضٌ جَوَازَهُ عَنْ الْعُلَمَاءِ وَتَابَعَهُ فِي شَرْحِ مُسْلِمٍ [64]

★يُسْتَثْنَى مِمَّا لَهُ ظِلٌّ قَائِمٌ الْمُجْمَعُ عَلَى حُرْمَتِهِ صُوَرُ لَعِبِ الْبَنَاتِ فَإِنَّهُ لَا تَحْرُمُ ، وَيَجُوزُ اسْتِصْنَاعُهَا وَصُنْعُهَا وَبَيْعُهَا وَشِرَاؤُهَا لَهُنَّ لِأَنَّ بِهِنَّ يَتَدَرَّبْنَ عَلَى حَمْلِ الْأَطْفَالِ ، فَقَدْ كَانَ

---

63 - فتح الباري 10 / 527

64 - أسنى المطالب شرح روض الطالب ج 15 ص 421 المؤلف : زكريا بن محمد بن زكريا الأنصاري ، زين الدين أبو يحيى السنيكي (المتوفى : 926هـ)] هو شرح لكتاب روض الطالب لابن المقري اليمني إسماعيل بن أبي بكر (المتوفى : 837 هـ)

لِعَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا جِوَارٍ يُلَاعِبْنَهَا بِصُوَرِ الْبَنَاتِ الْمَصْنُوعَةِ مِنْ نَحْوِ خَشَبٍ[65]

★وَيُسْتَثْنَى { لِعَبَّ الْبَنَاتِ لِأَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا كَانَتْ تَلْعَبُ بِهَا عِنْدَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ } رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَحِكْمَتُهُ تَدْرِيبُهُنَّ عَلَى أَمْرِ التَّرْبِيَةِ[66]

★وَاسْتَثْنَى مِنْ تَحْرِيمِ التَّصْوِيرِ لَعِبَ الْبَنَاتِ { لِأَنَّ عَائِشَةَ كَانَتْ تَلْعَبُ بِهَا عِنْدَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ } رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَنَقَلَهُ النَّوَوِيُّ فِي شَرْحِهِ عَنْ الْقَاضِي عِيَاضٍ وَسَكَتَ عَلَيْهِ ، وَحِكْمَتُهُ تَدْرِيبُهُنَّ أَمْرَ التَّرْبِيَةِ[67]

★وَلِأَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا كَانَتْ تَلْعَبُ بِهَا عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ } رَوَاهُ مُسْلِمٌ .وَحِكْمَتُهُ تَدْرِيبُهُنَّ أَمْرَ التَّرْبِيَةِ[68]

---

65 - الفواكه الدواني على رسالة ابن أبي زيد القيرواني ج 8 ص 234 المؤلف : أحمد بن غنيم النفراوي (المتوفى : 1126هـ)

66 - حاشيتا قليوبي وعميرة ج 12 ص161 المؤلف : شهاب الدين القليوبي (المتوفى : 1069 هـ) وأحمد البرلسي عميرة (المتوفى : 957هـ)] هي حاشية على كتاب المنهاج للنووي (المتوفى : ت 676هـ)

67 -الغررالبهيةفي شرح البهجةالوردية ج 15ص 216المؤلف:زكريابن محمدبن زكرياالأنصاري،زين الدين أبويحيى السنيكي(المتوفى:926هـ)]هوشرح البهجةالورديةلابن الوردي،عمربن مظفر(المتوفى: 749 هـ)

68 - مغني المحتاج إلى معرفة ألفاظ المنهاج ج 13 ص 101 المؤلف : محمد بن أحمد الخطيب الشربيني (المتوفى : 977هـ)] هو شرح متن منهاج الطالبين للنووي (المتوفى 676 هـ)

جن حضرات کے نزدیک ڈیجیٹل تصویر یاویڈیو پر تصویر کااطلاق نہیں ہو تاان کے نزدیک توکوئی مسئلہ نہیں ہے لیکن جو لوگ اس کو ناجائز سمجھتے ہیں،وہ بھی مواقع ضرورت میں تصویر کی اجازت دیتے ہیں،جیساکہ پاسپورٹ،شناختی کارڈوغیرہ میں اجازت دی گئی ہے، فقہاء نے ہتھیاروں کے ضمن میں یہ بات لکھی ہے کہ اگر جنگ میں ایسے ہتھیاروں کے استعمال کی ضرورت ہو جن میں تصویریں یا مجسمے بنے ہوئے ہوں تو مواقع ضرورت مستثنیٰ ہیں،ایسے ہتھیاروں کے استعمال کی اجازت ہوگی:

"والمستثنیٰ منها مواضع الضرورة"[69]

المحیط البرھانی میں ہے:

أن مواضع الضرورة مستثناة عن قواعد الشرع[70]

شرح السیر الکبیر میں ہے:

"وان تحققت الحاجةالیٰ استعمال السلاح الذی فیہ تمثال فلا باس باستعمالہ لان موضع الضرورة مستثناہ من الحرمة کما فی تناول المیتة"[71]

---

[69] - الاختیارات العلمیۃلابن تیمیہ ج/۲۵

[70] - المحيط البرهاني ج 5 ص 178 المؤلف : محمود بن أحمد بن الصدر الشهيد النجاري برهان الدين مازه الناشر : دار إحياء التراث العربي عدد الأجزاء : 11

[71] -شرح السير الكبيرج 4 ص 230 المؤلف: محمد بن أحمد بن أبي سهل شمس الأئمة السرخسي (ت ٤٨٣ هـ) الناشر: الشركة الشرقية للإعلانات الطبعة: بدون طبعة تاريخ النشر: ١٩٧١م

ترجمہ: اگر ایسا ہتھیار استعمال کرنے کی ضرورت پڑ جائے جس میں تصویر ہو تو مضائقہ نہیں اس لئے کہ مواقع ضرورت حرمت سے مستثنیٰ ہیں جیسا کہ مردار کے استعمال کا حکم ہے۔

دینی، دعوتی اور تعلیمی پروگراموں کو انٹرنیٹ کے ذریعہ نشر کرنا

سوال:- دینی ، دعوتی اور تعلیمی پروگرام کو انٹرنیٹ کے ذریعہ نشر کرنے اور دوسروں تک پہونچانے کا کیا حکم ہے ؟ کیونکہ اس میں بولنے والے کی اور اس کے پورے ماحول کی صورت بھی منتقل کی جاتی ہے، بالخصوص تعلیم میں اگر صرف ریکارڈ سنایا جائے تو طالب علم پر وہ اثر نہیں ہوتا، جو استاذ کو دیکھنے اور اس کے اشارات اور چہرہ کے نقوش کو دیکھ کر حاصل ہوتا ہے، تو کیا تعلیم کے لئے انٹرنیٹ سے استفادہ کیا جاسکتا ہے ؟

جواب: دینی، دعوتی اور تعلیمی مقاصد کے لئے انٹرنیٹ سے استفادہ کی گنجائش ہے بشرطیکہ اس سے بے راہ روی پیدا نہ ہو اور مصالح و مقاصد سے زیادہ مفاسد و مضرات کے درآنے کا اندیشہ نہ ہو ، انٹرنیٹ اس دور میں تعلیم و دعوت کے لئے سب سے وسیع اور مؤثر ذریعہ ہے ، اور نئی تحقیق کے مطابق یہ ممنوعہ تصویر کے دائرے میں داخل نہیں ہے جیسا کہ تفصیل کے ساتھ پہلے آچکا ہے ،، اور اگر ممنوعہ تصویر ہو بھی تو دینی و دعوتی ضرورت کے لئے اس کو استعمال کرنے کی اجازت ہوگی ، کہ ضرورت کے وقت تصویر

کو استعمال کرنے کی اجازت دی گئی ہے، جس میں بہت سی چھوٹی چھوٹی ضرورتیں بھی شامل ہیں، دعوت و تعلیم تو دین کی بڑی ضروریات میں ہیں، اور انٹرنیٹ سے علٰحدہ ہو کر آج کے دور میں کوئی بڑا دینی دعوتی اور تعلیمی کام انجام نہیں دیا جاسکتا، اس لئے اس ضرورت کے لئے حدود میں رہتے ہوئے اس کو اختیار کرنے کی اجازت دی جائے گی۔

دعوتی مقاصد کے لئے انٹرنیٹ کا استعمال

سوال :- کیا دعوتی مقصد کے لئے انٹرنیٹ کا استعمال ہو سکتا ہے جب کہ باطل تحریکیں جیسے قادیانی اور ملحدین وغیرہ اپنے مخالف اسلام نظریات کی اشاعت اور زیادہ سے زیادہ لوگوں تک اپنے فاسد نظریات پہونچانے کے لئے اس کا استعمال کر رہی ہیں ، اور آج مسلمانوں کا بھی ایک بڑا طبقہ ان ہی ذرائع سے علم و آگہی حاصل کرنے کا عادی ہو چکا ہے اور جب اس کو صحیح اور معتبر مواد نہیں ملتا تو اسلام کے نام سے جو بھی غیر مستند معلومات نشر ہوتی ہیں وہ ان کو دیکھتا اور ان سے متأثر ہوتا ہے۔

جواب: دعوت و تبلیغ اسلام کی توسیع و اشاعت کا سب سے اہم ذریعہ ہے، اور یہ ایسا فریضہ ہے جس کو کسی حالت میں ترک نہیں کیا جاسکتا، رسول اللہ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:”اللہ کی قسم! اگر ایک آدمی بھی تمہارے ذریعہ راہِ ہدایت پا جائے، یہ چیز تمہارے لئے سرخ اونٹ سے بہتر ہے۔“ (بخاری، مسلم)

اور اس کے لئے ہمیشہ ایسے وسائل و ذرائع اختیار کئے جائیں گے جو اس دور میں زیادہ مؤثر، رائج اور وسیع ہوں، اور ایسے پلیٹ فارم کا انتخاب کیا جائے گا جہاں تک سب کی رسائی ممکن ہو، اگر کچھ منکرات و محظورات بھی ہوں تو ان کو نظر انداز کر کے بنیادی فریضہ کو ادا کیا جائے گا، رسول اللہ ﷺ نے اپنے عہد میں جو طریقۂ دعوت اختیار فرمایا، اور جن حالات میں جن وسائل کا استعمال کیا وہ ہمارے لئے بہترین اسوہ ہے، رسول اللہ ﷺ کی بعثت ہوئی تو آپ ﷺ نے اس کے اعلان اور دعوتِ اسلام کے لئے خاص طور پر صفا کی چوٹی کا انتخاب فرمایا، آپ ﷺ کا یہ انتخاب محض اتفاق نہیں تھا بلکہ آپ ﷺ نے اہلِ مکہ کے اُسی پلیٹ فارم کو استعمال کیا جو ان کے ہاں رائج اور موئثر تھا، اہلِ مکہ کا رواج تھا کہ انہیں جب بھی کسی نہایت اہم بات کی خبر دینی ہوتی تو صفا کی چوٹی پر چڑھ کر آواز لگاتے، صفا کی چوٹی پر ہونے والا اعلان اس بات کی علامت ہوتا تھا کہ کوئی اہم بات پیش آئی ہے جس کی خبر دینا مقصود ہے، تمام اہلِ مکہ اہتمام کے ساتھ جمع ہوتے اور ہمہ تن گوش اعلان سنتے، گویا اہلِ مکّہ کے ہاں اخبار و واقعات اور افکار و خیالات کے ابلاغ کا یہ سب سے اہم، موئثر، تیز اور سہل ذریعہ تھا، حضور اکرم ﷺ نے اپنے دور کے اس ذریعۂ ابلاغ کو کفار و مشرکین کا پلیٹ فارم قرار دے کر ترک نہیں فرمایا بلکہ اسی پلیٹ فارم کو استعمال میں لاتے ہوئے اسے دعوتِ دین کا ذریعہ بنایا، وہی پلیٹ فارم جس سے کفارِ مکہ شرک کی تبلیغ کرتے تھے، رسول اللہ ﷺ نے اسی پلیٹ فارم سے صدائے توحید بلند

فرمائی۔

رسول اللہ ﷺ نے دعوت و تبلیغ کے لئے حج کے موقع کا بھی استعمال فرمایا، حالاں کہ اس زمانے میں حج میں بہت سی منکرات اور برائیاں شامل ہو گئی تھیں، خانہ خدا، مورتیوں اور بتوں کی پرستش گاہ بنا دیا گیا تھا، بعض لوگ خانہ کعبہ کا برہنہ طواف کرتے تھے، منیٰ اور عرفات میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ستائش کی بجائے اپنے آباء و اجداد کی تعریفوں کے قصیدے سنائے جاتے تھے۔

اسی طرح آپ ﷺ کے عہد میں عکاظ کا میلہ ایک خالص تجارتی میلہ تھا، جس میں شراب و کباب کی محفلیں بھی آراستہ کی جاتی تھیں ،اور خاندانی نخوت و غرور کے مظاہرے ہوتے تھے، ان تمام منکرات کے باوجود آپ ﷺ عکاظ کے میلے میں پہنچتے اور دعوتِ حق پیش فرماتے تھے۔ رسالت مآب ﷺ کا ان اجتماعات میں جانا اور وہاں دعوتِ حق پہنچانا، دعوت و تبلیغ کے لئے زبان و بیان کے وہ سارے ذرائع استعمال کرنا جو جاہلی معاشرے میں رائج تھے، اس زمانے کے طاقتور ترین اور وسیع الاثر ذرائع ابلاغ سے استفادہ کی بہترین مثالیں ہیں، اس لئے اپنے عہد کے ذرائع ابلاغ سے فائدہ اُٹھانا اور ان تک رسائی حاصل کرنا صرف مصلحت کا تقاضا نہیں بلکہ اسلامی تعلیمات اور رسالت مآب ﷺ کے اسوہ حسنہ کی پیروی ہے۔

اس لئے موجودہ دور میں انٹرنیٹ جیسے عالمی اور سہل الحصول ذریعۂ ابلاغ کو

محض اس بنیاد پر ترک نہیں کیا جائے گا کہ یہ بہت سے منکرات کا گھوارہ ہے، بلکہ منکرات سے حتی الامکان بچتے ہوئے اس وسیلہ کو استعمال کرنے کی اجازت دی جائے گی کہ آج اسی ذریعہ سے سارے عالم میں ہر شخص تک کوئی بات پہونچائی جاسکتی ہے، اسی کو ساری دنیا دیکھتی اور سنتی ہے، فریضۂ دعوت کے لئے موجودہ دور میں اس سے بہتر کوئی پلیٹ فارم نہیں، اور فریضۂ دعوت اس امت کی ایسی ذمہ داری ہے جس کے لئے اگر انٹرنیٹ کی تصاویر ممنوعہ تصاویر بھی ہوں تو اس ضرورت کی تکمیل کے لئے ان کو استعمال کرنے کی اجازت ہوگی۔

انٹرنیٹ کے ذریعہ کسی پروگرام کا ویڈیو بنانا

سوال :- کیا انٹرنیٹ کے ذریعہ کسی پروگرام کو ویڈیو کی شکل میں محفوظ کرنا تاکہ ضرورت مندوں کو بھیجا جاسکے، یا وقت ضرورت اس کو استعمال کیا جاسکے اور اس سے فائدہ اٹھایا جائے درست ہے؟

جواب : وقت ضرورت کے لئے انٹرنیٹ کے ذریعہ کسی پروگرام کا ویڈیو تیار کرنا درست ہے، بہت سے امور میں ویڈیو کی ضرورت پڑتی ہے، اس لئے جن حضرات کے نزدیک ڈیجیٹل ویڈیو اصطلاحی تصویر کے زمرہ میں آتی ہے ان کے نزدیک بھی ضرورت کے مواقع پر اس کی گنجائش ہوگی۔

انٹرنیٹ کی مدد سے آن لائن میٹنگیں اور پروگرام

سوال :- کورونا کے بعد بہت سی انتظامی، تجارتی اور دینی میٹنگیں Zoom اور Google Meet پر ہو رہی ہیں، جس میں تمام شرکاء اسکرین پر موجود ہوتے ہیں ،اور ایک دوسرے کو براہ راست دیکھتے اور سنتے ہیں، نیز اس کی پوری کاروائی کو محفوظ اور ریکارڈ بھی کیا جاسکتا ہے، اس کا کیا حکم ہو گا؟ کیا یہ ویڈیو گرافی کے زمرے میں آئے گا؟

الجواب: آن لائن میٹنگ کی ضرورت کبھی کسی وبائی آفت کی بنا پر پڑتی ہے اور کبھی سفری دشواریوں یا اخراجات سے بچنے کے لئے، کبھی فاصلے اتنے ہوتے ہیں کہ وقت مقررہ پر سب کا اجتماع ممکن نہیں ہوتا، اس طرح کی کسی بھی ضرورت کی صورت میں آن لائن میٹنگ یا پروگرام کی گنجائش ہوگی، اور ثبوت کے لئے ان کو ریکارڈ بھی کیا جاسکتا ہے ،اس لئے کہ اجتماعی میٹنگ یا پروگرام میں اس کی کبھی بھی ضرورت پیش آسکتی ہے ،اور اس طرح کی ضرورتوں کی واقعیت کا انکار نہیں کیا جاسکتا، اور اگر میٹنگ کی کاروائی کو محفوظ نہ کیا جائے اور صرف براہ راست آن لائن میٹنگ پر اکتفا کیا جائے تب تو سب کے نزدیک کسی حقیقی ضرورت کے بغیر بھی میٹنگ کرنے کی اجازت ہوگی، اس لئے کہ لائیو میٹنگ محض عکس یا عکس کے قریب تر ہے اور اس میں مضائقہ نہیں، یہ ممنوعہ تصویر میں

داخل نہیں ہے۔

یہ جواب ان جمہور علماء کے نقطۂ نظر کے مطابق ہے جو اب تک ڈیجیٹل مناظر کو اصطلاحی تصاویر قرار دیتے ہیں، اور بغیر ضرورت کے اس کو اختیار کرنے کی اجازت نہیں دیتے ، لیکن جن علماء محققین کے نزدیک یہ مناظر ممنوعہ تصاویر کے دائرے میں نہیں آتے ان کے نزدیک ظاہر ہے کہ دیگر خرافات و منکرات اور بے جا اسراف و تبذیر سے محفوظ رہ کر اس طرح کی میٹنگ یااس کاریکارڈ بنانے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے ،اور نہ حاجت وضرورت کے ساتھ مشروط ہے،اس حقیر کا رجحان بھی اسی طرف ہے۔

پروگرام کے دوران چینل پر گندے اور ناپسندیدہ اشتہارات

سوال:-جب پروگرام اورویڈیو نشر ہورہاہوتاہے تو درمیان میں ایسے اشتہارات بھی آتے ہیں ،جو دینی اور تہذیبی اعتبار سے ناقابل قبول ہوتے ہیں ،یاایسی چیزوں کے اشتہارات ہوتے ہیں ،جو شرعی اعتبار سے ممنوع ہیں ،جب کہ ان اشتہارات میں ویڈیو بنانے والے کا کوئی عمل دخل نہیں ہوتا،بلکہ نشرواشاعت کے ادارہ کی طرف سے نشر ہوتاہے،تواس کا حکم پر کیااثر پڑے گا؟

جواب :- ظاہر ہے کہ جو چیز انسان کے اپنے اختیارو عمل سے نہ ہو اس کا وہ جواب دہ بھی نہیں ہے،اس نے جو ویڈیو تیار کیاہے صرف اس کے لئے جواب دہ ہے،اگر

وہ خرافات و منکرات سے محفوظ ہے اور خلاف شرع اس میں کوئی چیز شامل نہیں ہے تو اس پر کوئی بازپرس نہیں ہوگی، اسی طرح سننے والوں پر بھی کوئی وزر نہیں ہے، اس لئے کہ سننے اور دیکھنے والوں کا مطلوب و مقصود اصل پروگرام ہے، نہ کہ وہ اشتہارات، اس لئے بلا طلب ان اشتہارات کے آنے سے اصل پروگرام کے جواز پر اثر نہیں پڑے گا، البتہ ان اشتہارات سے یا تو نجات حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے یا اتنی دیر اسکرین سے نظر ہٹا لینی چاہیے، پھر بھی بے اختیار نظر پڑ جائے تو مضائقہ نہیں۔

☆اس کا مأخذ ایک تو وہ اسوۂ نبوی ہے جو دینی اور دعوتی مقاصد کے تحت حضور ﷺ حج اور عکاظ میلہ وغیرہ کے اجتماعات میں تشریف لے جاتے تھے، جب کہ وہ اجتماعات منکرات و خرافات سے محفوظ نہیں تھے، لیکن اصل مقصود پر نگاہ مرکوز کر کے تمام دینی و دعوتی امور انجام دیئے گئے۔

☆نیز روایات سے ثابت ہے کہ حضور ﷺ کے عہد سے لے کر صحابہؓ کرام کے عہد تک مدینہ پاک یا پوری اسلامی ریاست میں جو سکے اور دراہم و دنانیر رائج تھے ان میں بہت کم سکے تصویروں سے خالی تھے، لیکن تمام معاملات میں ان کا تعامل جاری رہا (تفصیل پیچھے گذر چکی ہے)اور کبھی حضور ﷺ یا کسی صحابی کی طرف سے اس پر نکیر نہیں کی گئی، اس لئے کہ مقصود وہ سکے تھے نہ کہ وہ تصویریں، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مقصد درست ہو تو بے اختیار ضمنی طور پر در آنے منکرات سے اس کی صحت

متاثر نہیں ہوتی۔

☆اسی لئے فقہاء نے ضرورت کے وقت ایسے ہتھیاروں کے استعمال کی اجازت دی ہے جن میں تصویریں یا مورتیاں بنی ہوئی ہوں، اس لئے کہ مقصود ہتھیار ہیں نہ کہ وہ تصاویر۔

بڑے پروگراموں اور خواتین کے لئے ٹی وی اسکرین لگانا

سوال :- آج کل بسا اوقات ٹی وی اسکرین لگائے جاتے ہیں، تاکہ دور تک موجود سامعین اسٹیج کو دیکھ سکیں اور پروگرام سننے میں ان کو یکسوئی ہو، تو اس کا کیا حکم ہے ؟۔۔۔ اس طرح کے اسکرین جلسہ گاہ کے ان حصوں میں استعمال کئے جاتے ہیں، جہاں خواتین کی نشست ہوتی ہے، تو اس کا کیا حکم ہے ؟

جواب :- جس طرح آواز کو دور تک پہونچانے کے لئے لاؤڈ اسپیکر کی ضرورت پڑتی ہے، اسی طرح اسٹیج کے مناظر کو دور تک پہونچانے کے لئے ٹی وی اسکرین کی ضرورت پڑتی ہے، اگر یہ لائیو ہیں اور محفوظ نہیں کئے جا رہے ہیں، تب تو ظاہر ہے کہ کسی کے نزدیک کوئی مضائقہ نہیں، اور اگر محفوظ کئے جا رہے ہیں تو بھی محقق علماء کے نزدیک اس میں حرج نہیں، اس لئے کہ یہ ممنوعہ تصاویر میں داخل نہیں ہیں، البتہ جو لوگ اس کو تصویر قرار دیتے ہیں، وہ بھی ضرورت کی بنیاد پر شاید اس کی اجازت دیں، اس لئے کہ

اسٹیج کے منظر کو دیکھے بغیر پروگرام کی دلچسپی اورافادیت عموماًبر قرار نہیں رہتی۔

البتہ خواتین کے حصہ میں اس کولگانااس شرط کے ساتھ درست ہے کہ کسی فتنے کااندیشہ نہ ہو،اگر خواتین کے دلوں میں شہوت پیدا ہونے کاخطرہ ہو جس کافی زمانہ زیادہ امکان ہے تو ان کے لئے اجنبی مردوں کو نہ براہ راست دیکھنا درست ہو گا اور نہ ٹی وی اسکرین پر،اس دور میں احتیاط اس میں ہے کہ خواتین کے حصے میں مردوں کے اسٹیج کاٹی وی اسکرین نہ لگایاجائے،اور صرف اسپیکر سے کام چلانے کی کوشش کی جائے۔

فنقول: نظر المرأة إلى الرجل الأجنبي كنظر الرجل إلى الرجل تنظر إلى جميع جسده إلا ما بين سرته حتى يجاوز ركبته، وما ذكرنا من الجواب فيما إذا كانت المرأة تعلم قطعاً ويقيناً أنها لو نظرت إلى بعض ما ذكرنا من الرجل لايقع في قلبها شهوة، وأما إذا علمت أنه تقع في قلبها شهوة أو شكت ومعنى الشك استواء الظنين فأحب إلي أن تغض بصرها منه، هكذا ذكر محمد - رحمه الله تعالى - في الأصل، فقد ذكر الاستحسان فيما إذا كان الناظر إلى الرجل الأجنبي هو المرأة وفيما إذا كان الناظر إلى المرأة الأجنبية هو الرجل قال: فليجتنب بجهده، وهو دليل الحرمة، وهو الصحيح في الفصلين جميعاً"[72]

[72] - الفتاوى الهندية ج 5 ص327

ضرورت کی اشیاء میں تصاویر

سوال:- جو تصویر کسی چیز پر نقش ہو اور دائمی طور پر بر قرار ہو، اس کی ممانعت پر علماء امت کا اتفاق ہے، لیکن اگر اسی نوعیت کی تصویر والی شئے کے استعمال میں تصویر مقصود نہ ہو بلکہ خود وہ شئے مقصود ہو، یا تصویر والی اشیاء تصویر کے لئے نہیں، بلکہ ضرورت کی چیز ہونے کی وجہ سے خریدی جائے جیسے اخبارات اور طب ولغت وغیرہ کی کتابیں، تو ایسی اشیاء کی خرید و فروخت کا کیا حکم ہو گا؟

جواب: تصویر والی اشیاء کو تصویر کے لئے نہیں بلکہ دوسری ضرورت یا مقصد کے لئے خریدنا اور اس کا استعمال کرنا جائز ہے:

☆ اس لئے کہ اوپر ذکر آچکا ہے کہ حضور ﷺ کے عہد میں بھی اور صحابہ کے عہد میں بھی بہت سے تصویر والے رومی اور فارسی سکے رائج تھے، اور مسلمان انہیں استعمال کرتے تھے اور ان پر حضور ﷺ نے کوئی نکیر نہیں فرمائی، اس لئے کہ مقصود وہ سکے تھے نہ تصاویر[73]۔

☆ نیز بہت سے صحابہ اور تابعین ایسی تکیوں اور چادروں کا استعمال کرتے تھے جن پر تصاویر تھیں، خود حضرت عائشہؓ کے گھر میں بھی ایسے تکیوں کا استعمال ہوتا تھا

---

[73] -الرملي على أسنى المطالب 3 / 226 ، ونهاية المحتاج 6 / 369

(جیساکہ تفصیل پہلے گذر چکی ہے)[74]، حضرت قاسم بن محمد اور حضرت سالم بن عبد اللہ بن عمر کے بارے میں بھی اسی طرح منقول ہے[75]۔

☆حنفیہ اور مالکیہ کے نزدیک باتصویر کپڑوں کا استعمال کراہت کے ساتھ جائز ہے[76] شوافع کے نزدیک بھی تصویر والے کپڑوں کا پہننا درست ہے[77]

☆نیز فقہاء نے بوقت ضرورت ایسے اسلحہ کے استعمال کی اجازت دی ہے جن میں تصویریں اور مورتیاں بنی ہوئی ہوں، اس لئے کہ مقصود تصویریں نہیں، ہتھیار ہیں۔

☆علاوہ یہ چیزیں قابل استعمال ہونے کی بناپر قابل احترام نہیں ہیں، فقہاء شافعیہ نے تصویروں والے دراہم ودنانیر اور سکوں کے استعمال کو جائز قرار دیا ہے[78]

---

[74] - أخرجه – أحمد (2 / 308 ط الميمنية) من حديث أبي هريرة ، وأخرجه الترمذي (2806 ط الحلبي) بألفاظ متقاربة . وقال : حسن صحيح .

[75] - المسند 9 / 147 ط أحمد شاكر ، وقال : إسناده صحيح ،شرح منية المصلي ص 359 ، وشرح المنهاج 3 / 298 ، والمغني 77 ، وفتح الباري 10 / 388 ، 393 ، والخرشي 3 / 303 ، والإنصاف 8 / 336 ، 1 / 474 ، وكشاف القناع 5 / 171 ، 1 / 279 ، وابن عابدين 1 / 436 ، والآداب الشرعية 3 / 513 .

[76] - ابن عابدين 1 / 436 ، والخرشي على مختصر خليل 3 / 303 .

[77] - شرح المنهاج وحاشية القليوبي 3 / 297 ، وتحفة المحتاج وحاشية الشرواني 7 / 432 ، 433

[78] - ونهاية المحتاج 6 / 369 ، والآداب الشرعية 3 / 512

شوافع نے تصویر والے دستر خوان، پیالے اور طبق کے استعمال کو بھی درست کہا ہے[79]۔

☆اوراگر تصویریں بڑی نہیں ہیں تو فقہاء حنفیہ کے یہاں یہ بھی کراہت کی نفی کے لئے کافی ہے، فقہاء حنفیہ نے چھوٹی تصویریں والی انگوٹھیاں استعمال کرنے کی اجازت دی ہے[80]، اس لئے کہ متعدد صحابہ کرام سے ثابت ہے کہ وہ تصویر والی انگوٹھیاں استعمال کرتے تھے، ظاہر ہے کہ انگوٹھیوں میں چھوٹی تصویریں ہی ہوسکتی تھیں [81] واللہ اعلم بالصواب وعلمہ اتم واحکم۔

تجاویز اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا

۱- جائز وصالح مقاصد کے لئے ڈیجیٹل تصاویر کے استعمال کی گنجائش ہے۔

۲- تعلیم جیسی بنیادی ضرورت کے لئے تعلیمی اداروں میں بچوں کو اسکرین پر

---

79 - فتح الباري 10 / 388 ، 399 ، وشرح المنهاج وحاشية القليوبي 3 / 297 ، ونهاية المحتاج 6 / 369 ، وتحفة المحتاج بحاشية الشرواني 7 / 432 ، وأسنى المطالب 3 / 226 ، والمغني 7 / 10

80 - ابن عابدين 1 / 437 ، 5 / 230 ، والدر بحاشية الطحطاوي 1 / 274 ، وفتح القدير وحواشيه 1 / 362

81 - معاني الآثار للطحاوي 4 / 263 ، 266، الطحطاوي على مراقي الفلاح ص 238 ، وتاريخ ابن كثير 7 / 88 ، واقتضاء الصراط المستقيم (ط 1369 هـ) ص 339 .

ریکارڈ شدہ موادویڈیو کی شکل میں پیش کیا جاسکتا ہے، بشرطیکہ ویڈیو مخرب اخلاق نہ ہو۔

۳- دینی ودعوتی اور تعلیمی مقاصد کے لئے انٹرنیٹ سے استفادہ کی اجازت ہے، نیز امت مسلمہ کو باطل افکارونظریات سے بچانے کی خاطر انٹرنیٹ پر ویڈیو کی شکل میں مستندومفید معلومات نشر کرناوقت کی ضرورت ہے، اور شرعاً جائز ہے۔

۴- انٹرنیٹ کے ذریعہ کسی مفید اور صالح پروگرام کو افادۂ عام کی خاطر ویڈیو کی شکل میں محفوظ کرنا جائز ہو گا۔

۵- انتظامی، تجارتی اور دینی مفید میٹنگیں زوم اور گوگل میٹ وغیرہ پر کرنے میں کچھ حرج نہیں ہے، نیز اس کی پوری کارروائی کو محفوظ وریکارڈ کرنا جائز ہو گا۔

۶- انٹرنیٹ سے استفادہ کے دوران دینی اور تہذیبی اعتبار سے جو اشتہارات غیر شرعی اور غیر اخلاقی ہیں ان کو روکنے کی جو بھی تدبیر ہو سکتی ہے، اختیار کی جائے، خواہ اس کے لئے کوئی فیس ہی کیوں نہ ادا کرنی پڑے۔

۷- کسی جائز پروگرام میں دور تک موجود سامعین کی یکسوئی کے ساتھ استفادہ کی خاطر ٹی وی اسکرین لگانے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے، خواہ سامعین مرد ہوں یا عورتیں۔

۸- تصویر والی شے کے استعمال میں تصویر مقصود نہ ہو بلکہ خود وہ شے مقصود ہو، نیز تصویر والی اشیاء تصویر کے لئے نہیں بلکہ ضرورت کی چیز ہونے کی وجہ سے خریدی

جائیں تو اس کی اجازت ہو گی۔

۹- اشتہارات ،بینر،ہورڈنگ وغیرہ پر تشہیر کے لئے جاندار کی تصاویر کی اشاعت جائز نہیں ہے،یہ حکم عمومی ہے،خاص کر دینی اداروں اور تنظیموں کو اس سے مکمل اجتناب کرنا ضروری ہے[82]۔

اختر امام عادل قاسمی

جامعہ ربانی منورواشریف

تحریر: ۳۰/ رمضان المبارک ۱۴۴۵ھ مطابق ۱۰/ اپریل ۲۰۲۴ء

82 - بموقعہ تینتیسواں فقہی سیمینار بمقام جامعہ قاسمیہ دارالعلوم بالاساتھ سیتامڑھی بہار منعقدہ بتاریخ ۶ تا ۸/ جمادی الاولیٰ ۱۴۴۶ھ مطابق ۹ تا ۱۱/ نومبر ۲۰۲۴ء